زینب

لجنہ اما ء اللہ ناروے

جولائی ، اگست ، ستمبر 2014ء

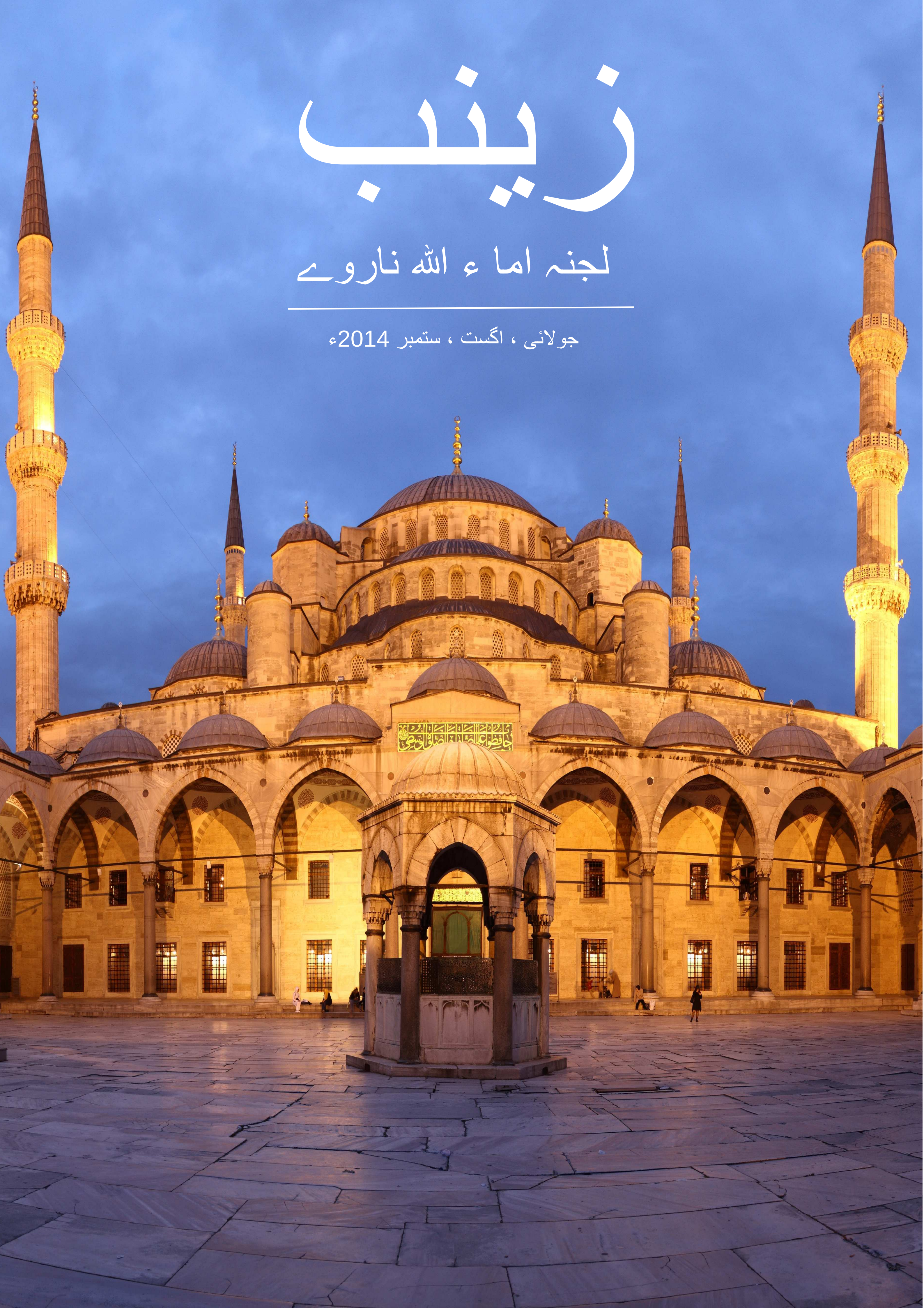

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زینب

سہ ماہی

جولائی، اگست اور ستمبر 2014ء

مجلسِ ادارت

سرپرستِ اعلیٰ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ ناروے

زیرنگرانی مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ ناروے

مدیرہ حصّہ اردو، کتابت	محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ
مدیرہ حصّہ نارویجن	محترمہ مہرین شاہد صاحبہ
تقسیم واشاعت	محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ
پرنٹنگ	محترمہ شمسہ خالد صاحبہ
پروف ریڈنگ	محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ
	محترمہ لبنیٰ غزالہ صاحبہ
	محترمہ طیبہ رضوان صاحبہ
شائع کردہ	شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Søren Bulls veien

1051 OslO

Tlf: +47 22322746

FAX: + 47 22320211

فہرست مضامین

اداریہ	2
القران الکریم	3
حدیث	4
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مئی 2014ء	5
جماعتِ احمدیہ کا ماٹو: لاالہ الّاالله محمّد الرسول الله	6
نظم	13
سیرت حضرت سیّدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ	14
اقتباسات از خطاب لجنہ اماء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	18
جدید دور کی معاشرے کی برائیوں کو دیکھتے ہوئے تربیتِ اولاد	21
نظم	24
تعارف کتب حضرت مسیح موعودؑ (ضرورۃ الامام)	25
چیونٹی (معلوماتی اور تاریخی)	28
نوجوان بچوں اور بچیوں کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زرّیں نصائح	29
انٹرویو محترمہ نذیرہ بانو بیگم صاحبہ	30
دعائیہ اعلانات	34
صحت کارنر	35
پکوان	36
یادِ رفتگان	37
علمی ریلی	40
ناصرات کی پکنک رپورٹ	41
ناصرات کا صفحہ (شمسہ خالد اور ثمینہ ظہور)	42

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اداریہ:۔

گذشتہ سال سے ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اَیَّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اَفرادِ جماعت کو عملی اصلاح کے اقدامات کرنے کی طرف بار بار اپنے خطباتِ جمعہ کے ذریعہ سے ارشاد فرما رہے ہیں۔ اِس سلسلہ میں ہمیں خلیفۂ وقت کے حُکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ یہ غور کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ کیا ذرائع اختیار کیے جائیں جن سے عملی اِصلاح ہو سکے اور ہم اپنی پاک زندگی کا نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ نیز کس راستے پر چل کر ہم اپنے خالقِ حقیقی کا قُرب اور محبت حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم شرائطِ بیعت کا بار بار مطالعہ کریں۔ اور پھر اپنا جائزہ لیں کہ ہم کس حد تک اُن شرائطِ بیعت کی پابندی کر رہے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا تھا کہ مومن کو ہمیشہ مامُور من اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اصلاح کے سامان کرتے رہنا چاہیے۔ اور اصلاح کے سامان تب ہی ممکن ہو سکتے ہیں۔ جب گھروں کے اندر بھی اور گھروں سے باہر بھی اَیسی محبت، پیار اور اتحاد کی فضا قائم ہو۔ باہمی جھگڑوں اور رنجشوں کو دور کیا جانا ضروری ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے۔ جس کا ایک حصّہ دوسرے حصّے کو تقویّت پہنچا رہا ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی ایک ہاتھ کی اُنگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں خُوب اچھی طرح پیوست (یوں بنا) کر کے بتایا کہ ایک حصہ دوسرے کے لئے اس طرح تقویّت کا باعث ہوتا ہے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اِختیار کرو اور دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو، وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔''

نیز فرمایا! ''میرے وجود سے انشاءاللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بُخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 336)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اَیَّدَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

''اسلام نے ہمیں آپس میں گُھل مِل کر رہنے اور ایک دوسرے کے ساتھ معاشرے میں اَعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف توجّہ دلائی ہے۔ کہ اپنے اندر اَعلیٰ اخلاق پیدا کرو۔ آپس میں پیار اور محبت سے رہو۔ ایک دوسرے کے حقوق اَدا کرو۔ اور اِنسان سے چونکہ غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں اور اپنے ہمسائیوں یا اپنے ماحول کے لوگوں کے لئے اُن کی غلطیاں تلاش کرنے کے لئے ہر وقت ٹوہ میں نہ لگے رہو، تجسّس میں نہ لگے رہو، کہ کس طرح کسی کی غلطی کو پکڑوں اور پھر اُس کو آگے لے کر چلوں۔ یہ بڑی لغو اور بے ہودہ حرکت ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 19 نومبر 2004)

خُدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم اپنی کمزوریوں کا جائزہ لیتے ہوئے خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے ربِّ کریم کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کرنے والے بنیں اور دیکھنے والوں کے لئے ٹھوکر کا باعث بننے کی بجائے شاندار نمونہ پیش کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

القرآن کریم

سورۃ الحشر

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ
خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۲﴾

۲۲۔ اگر ہم نے اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تُو ضرور دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے عجز اختیار کرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اور یہ تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ تفکّر کریں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۳﴾

۲۳۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ غیب کا جاننے والا اور حاضر کا بھی۔ وہی ہے جو بن مانگے دینے والا، بے انتہا رحم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ
الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۴﴾

۲۴۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۵﴾ ع

۲۵۔ وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا ہے۔ پیدائش کا آغاز کرنے والا اور مصوّر ہے۔ تمام خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اُسی کی تسبیح کر رہا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

ترجمہ: حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے بیان فرمودہ ترجمے سے لیا گیا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی کسی کی بے چینی اور اس کے کرب کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کرب اور اس کی بے چینی کو دور کرے گا۔ اور جو شخص کسی تنگ دست کے لئے آسانی مہیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لئے آسانی اور آرام کے سامان بہم پہنچائے گا۔ اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 367, 366)

کلا م الامام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’جولوگ استقامت اختیار کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دعا کے بعد کامیابی اپنی خواہش کے مطابق ہو یا مصلحت الٰہی کوئی دوسری صورت پیدا کردے ہر حال میں دعا کا جواب ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے مل جاتا ہے۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ دعا کے واسطے اس کی حد تک کی جو ضروری ہے تضرع کی جاوے اور پھر جواب نہ ملے۔

گناہوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خوفِ الٰہی دل میں پیدا ہو۔ بغیر اس کے انسان گناہوں سے بچ نہیں سکتا اور خوف بغیر معرفت کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ جب کسی کے سر پر ننگی تلوار لٹک رہی ہو اور اس کو یقین ہو کہ اگر فلاں کام میں کروں گا تو یہ تلوار میرے سر پر لگے گی پھر وہ کس طرح وہ کام کرسکتا ہے؟ اس کو یقین ہے کہ وہ تلوار اس کو دُکھ دے گی۔ اس قسم کا یقین اگر خدا تعالیٰ پر ہو اور اس کی عظمت اور اس کا جلال اس کے دل میں گھر کرجائے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ بدی کا ارتکاب کرے۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت نہیں کہ وہ انسان کی طرح کسی کو اپنا چہرہ دکھائے۔ بلکہ وہ زبردست نشانات کے ساتھ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ جب 4 اپریل کا زلزلہ آیا تو ہمارے عزیز محمد اسمٰعیل میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے، وہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کے کالج کا ایک لڑکا دہریہ تھا۔ جب زلزلہ آیا تو وہ بھی رام رام پکارنے لگا لیکن جب زلزلہ گزر گیا اور ہوش ٹھکانے لگے تو پھر کہنے لگا کہ مجھ سے غلطی ہوئی میں نے رام رام کہا۔

خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات اس کی ہستی کا ثبوت دے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ دن دنیا کے واسطے ایک غیر معمولی دن ہوگا جس سے لوگ جان لیں گے کہ خدا تعالیٰ موجود ہے۔ لوگ شیطانی خیالات میں ایسے پڑے ہوئے ہیں کہ ایک قدم پیچھے نہیں ہٹنا چاہتے مگر خدا تعالیٰ جب چاہتا ہے تو وہ ایسی ہیبت ڈال دیتا ہے کہ وہ لوگ تمام بدیوں کو چھوڑ دیتے ہیں جب تک خدا کسی کو نہ کھینچے وہ کس طرح کھینچا جاسکتا ہے۔ ہمارا بھروسہ تو صرف خدا تعالیٰ پر ہے۔ وہ قوم جو ہم کو کافر کہتی ہے اس سے ہم امید ہی کیا کرسکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہی سچا بادشاہ اور سچا حکمران ہے۔ جب تک کہ آسمان پر کچھ نہیں ہوتا زمین پر بھی کچھ نہیں ہوسکتا۔‘‘ (ملفوظات جلد ۹ مطبوعہ لندن صفحہ ۵۲، ۵۳)

قربِ الٰہی کی حقیقت، اہمیت، حصول کے طریق اور ذرائع پر مشتمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف ارشادات

کوئی مرتبہ شرف و کمال اور کوئی مقام عزت بجز کامل متابعت نبی ﷺ کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا

تم سچے دل اور پورے صدق سے خدا کے دوست بنو، مخلوق پر رحم کرو اور سچ مچ خدا کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 2 مئی 2014ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضورِ انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور اقتباسات پیش فرمائے جن میں آپ نے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی حقیقت، اس کو حاصل کرنے کے طریق، اس کی اہمیت اور اپنی جماعت سے اس کے حصول کے لئے توقعات کا اظہار فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمام اخلاقِ فاضلہ اور تمام نیکیاں اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں، پھر جس قدر کوئی اپنے نفس اور ارادے سے فانی ہو کر اس ذات سے خیر محض کا قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر اخلاقِ الٰہیہ فاضلہ کا انعکاس انہی لوگوں کے دلوں پر ہوتا ہے جو لوگ قرآنِ شریف کا کامل اتباع اختیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہی کو اپنے خاص مقرب بناتا ہے جو اس کی محبت میں محو، اس کی اطاعت میں فنا اور ذکر اور عبادت اور محبت سے اس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ قربِ الٰہی حاصل کرنے کا جو وسیلہ اور نمونہ اور تعلیم خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھی ہے وہ آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع سے ہے۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی ﷺ کے ہرگز ہم حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ فرمایا جب انسان اپنے تمام ارادوں کو چھوڑ کر خدا کے ارادے اور رضا میں محو ہو جاتا ہے اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لیتا ہے اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرتا ہے اور ایسی آنکھیں حاصل کرتا ہے جو محض اس کے ساتھ دیکھتی ہوں اور ایسے کان جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں اور ایسے دل پیدا کرتا ہے جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو اور ایسی زبان جو اس کے بلائے بولتی ہو تو یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں۔ تب انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے اور ایک نور کا لباس پہن لیتا ہے اور اسی دنیا میں دیدار اور گفتار اور جنت کی نعمتوں کو پا لیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ استغفار قرآن شریف میں دو معانی پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل میں خدا کی محبت محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں، خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا اور دوسری قسم گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسا کہ درخت زمین میں لگ جاتا ہے، ایسا ہی دل خدا تعالیٰ کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشوونما پا کر دنیا کی خشکی اور زوال سے بچ جائے۔ پھر فرمایا کہ قرب قرآن کریم کی پیروی سے ملتا ہے اور ایسا قرب پانے والے کے لئے خدا تعالیٰ پھر نشانات دکھاتا ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ دعا کی مثال ایک چشمہ شیریں کی طرح ہے اور دعا کا ٹھیک محل نماز ہے۔ بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے۔ پس قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے نمازوں کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے تا کہ وہ بھی اس کی طرف رجوع بارحمت کرے۔ پھر قربِ الٰہی کے حصول کے لئے اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ عمل صالح بڑی نعمت ہے، خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب حضرت احدیت حاصل ہوتا ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے۔ جیسے جیسے وہ قربِ الٰہی میں بڑھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اس سے تسلی پاتا ہے۔ اب تم سوچ لو کہ کیا یہ مقام تمہیں حاصل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے، بدکار، متکبر، ظالم، خائن اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں، اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے اور ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے خدا کے دوست بنو، تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو، تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔

حضورِ انور نے پاکستان میں احمدیوں کے حالات کے پیش نظر تمام پاکستانیوں اور پاکستان سے تعلق رکھنے والوں اور عمومی طور پر تمام احمدیوں کو دعائیں کرنے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے اور اس کے قرب میں بڑھنے کی تلقین فرمائی۔ فرمایا اللہ کرے کہ شیطان کی حکومت کا دنیا سے جلد خاتمہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقربین کی حکومت دنیا میں قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مقربین میں بھی شامل فرمائے۔ آمین (روزنامہ الفضل 6 مئی 2014ء)

جماعت احمدیہ کا ماٹو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه

خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مؤرخہ 09 مئی 2014ء بمقام بیت الفتوح۔لندن

تشہد،تعوذ،تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔

''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔ یہ نعرہ ہم خاص طور پر غیروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہم یہ نعرہ اس بات کے جواب میں یا اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے لگاتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ مسلمہ یا اس کے افراد دوسروں کے لئے بغض و کینہ رکھتے ہیں یا دوسروں کو اپنے سے بہتر نہیں سمجھتے۔ یا غیر مسلموں کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ہم یہ آواز بلند کرتے ہیں کہ اسلام محبت پیار حسنِ سلوک اور دوسروں کے جذبات کا خیال نہ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے ان کی یہ بات ہی غلط ہے کہ اسلام ظلم و تعدی اور بربریت کا مذہب ہے یا پھر ہم یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ ہم آپس میں نفرتوں کی دیواروں کو گرا کر پیار اور محبت سے رہتے ہیں اور رہنا چاہتے ہیں۔

پس اگر ہم کسی بھی قسم کی خدمتِ انسانیت کرتے ہیں، ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تو یہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہمیں دنیا کے ہر انسان سے محبت ہے اور ہم ہر ایک کے دل سے نفرتوں کے بیج ختم کر کے محبت اور پیار کے پودے لگانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہمیں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ سکھایا ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ ہم نے اپنے آقا ﷺ کو راتوں کو دنیا کی ہمدردی اور محبت میں تڑپتے دیکھا ہے اور اس حد تک تڑپتے اور بے چین ہوتے اور سجدوں میں روتے دیکھا ہے کہ اس تڑپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرما کر قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے، ان انسانوں کے لئے جو بغض و کینے سے پاک ہوں بطور ثبوت محفوظ فرما دیا تا کہ آئندہ آنے والے آپ ﷺ پر اعتراض کرنے سے پہلے اس تڑپ پر غور کریں اور آپ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے جو مسلمان کہلاتے ہیں اس اسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کرنے والے بنیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا** (الکہف: 7) پس کیا تو شدتِ غم کے باعث ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔ یہ جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ کس بات پر ایمان نہیں لاتے؟ اس بات پر کہ شرک نہ کرو، خدا کا بیٹا نہ بناؤ۔ جب ان کو کہا جاتا ہے تو اس پر ایمان نہیں لاتے۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے معاف نہیں کرتا۔ پس یہ ہمدردی اور محبت ہے ہر انسان سے حتیٰ کہ مشرک کے ساتھ بھی کہ اسے سیدھے راستے پر لانے کے لئے جہاں عملی کوشش کی جائے وہاں اس کے لئے دعا بھی کرو۔

پس اگر احمدیوں کو ''محبت سب سے'' کا صحیح ادراک حاصل کرنا ہے تو ہمیں اپنے آقا اور محسنِ انسانیت سے اس کے طریق سیکھنے ہیں اور یہ ہم تبھی کر سکتے ہیں جب خود اپنی توحید کے معیاروں کو بھی ماپیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں محبت اور ہمدردی کے جذبات کی ایک اور مثال کہ جب قوم کی طرف سے ظلم و تعدی کی انتہا ہوتی ہے تو

تباہی کی دعائیں نہیں کیں بلکہ یہ دعا کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ان کے فائدے کے لئے ہے۔ جب دوسرے قبیلے تنگ کرتے ہیں اور بد دعا کے لئے کہا جاتا ہے تو تب بھی ایک موقع پر آپ ﷺ نے یہی ہاتھ اٹھائے۔لوگ سمجھے کہ بد دعا ہوئی اور قبیلہ تباہ ہوا۔ آپ ﷺ نے کہا کہ اے اللہ دوس قبیلے کو ہدایت دے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب الدعا للمشرکین بالھدیٰ لیتالفھم حدیث 2937)

پس محبت صرف اپنوں کے لئے اور ہمدردی صرف اپنوں سے ہی نہیں بلکہ دوسروں سے بھی محبت اور ہمدردی کے وہی معیار ہیں۔صرف اور صرف ایک درد ہے کہ توحید کا قیام ہو جائے تا کہ دنیا تباہی سے بچ جائے۔آج بھی دنیا میں ہزاروں قسم کا شرک پھیل چکا ہے اور نہ صرف شرک بلکہ خدا کے وجود سے ہی دنیا کا ایک بڑا حصّہ انکاری ہے۔پس خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لئے اور توحید کے قیام کے لئے ہمیں بھی اس چیز کو اپنانے کی ضرورت ہے جس کا سبق آنحضرت ﷺ نے اپنے نمونے سے ہمیں دیا ہے۔ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک نعرہ ہم نے لگا لیا جسے دنیا پسند کرتی ہے اور اس بات پر مختلف جگہوں پر ہماری واہ واہ ہو جاتی ہے۔ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ایک ذریعہ ہے اس وسیع تر مقصد کے حصول کے لئے جس کی خاطر انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔پس ہمارے انسانی ہمدردی کے کام، محبت کا پرچار اور اظہار اور عمل اور نفرت سے دوری اور نفرت سے صرف دوری ہی نہیں کرنی بلکہ نفرت سے ہمیں نفرت بھی اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے ہے، اس کی توحید کے قیام کے لئے ہے۔اگر ہمیں نفرت ہے تو کسی شخص سے نفرت نہیں بلکہ شیطانی عمل سے نفرت ہے اور ہونی چاہئے۔ شیطانی عمل کرنے والوں سے بھی ہمیں ہمدردی ہے اور اس ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ہم انہیں اس گند سے باہر لائیں تا کہ انہیں خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچائیں۔دنیا داروں سے ہماری محبت اور ہمدردی دنیا داری کی خاطر نہیں ہے۔ہم اپنے دلوں سے دنیا داروں کی نفرت ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کچھ حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے،توحید کے قیام کے لئے،توحید کو اپنے دلوں میں پہلے سے بڑھ کر بسانے اور راسخ کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

پس ہمیں چاہئے کہ دنیا کی نظر میں پسندیدہ بننے کے لئے صرف نعرے نہ لگائیں یا اظہار نہ کریں بلکہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے یہ نعرہ لگائیں۔اس زمانے میں ہم وہ خوش قسمت جماعت ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے، ہمدردیٔ خلق اور محبت کے اصول اپنانے کے لئے چنا ہے اور آپ نے ہمیں وہ اصول سکھائے اور تعلیم دی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''دین کے دو ہی کامل حصّے ہیں۔ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا'' (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ 464)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفتِ مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔''

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281)

ایک مجلس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ کرو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کرو۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 440 مطبوعہ ربوہ)

یہاں پہلے جو فرمایا کہ ''دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ کرو۔'' اس سے یہ خیال آ سکتا ہے کہ جب نفرت کسی سے نہیں تو دشمنی کیسی۔ اس کا جواب بھی فرما دیا کہ جو مذہب کی وجہ سے دشمن ہیں، جو خود

دشمنی میں بڑھے ہوئے ہیں تم ان کو ذاتی دشمن نہ سمجھو۔ تمہارے دل میں دشمنی ہے یا نہیں۔ جو بھی تمہارے سے دشمنی کرنے والے ہیں ان کی اصلاح کی کوشش تو کرو لیکن ذاتی دشمن بنا کر یا ذاتی دشمنی کا دل میں خیال لا کر پھر کینہ توزی کی عادت نہ ڈالو۔

نفرتوں کو دور کرنے کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

’’نوع انسان پر شفقت اور اس کی ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 438 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب وملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ قرضہ داروں کے قرض دو۔ زیر باروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔‘‘ (نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 434)

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ

’’میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک محدود کرنا چاہتے ہیں....... میں تمہیں بار بار نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 217 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ’’تم مخلوقِ خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں.... جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا۔‘‘ (دکھاوے کے لئے نیکی نہیں کر سکتا۔)

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ 30)

پس دوسروں سے ہمدردی اور محبت کے یہ معیار ہیں اور یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس کے رسول کا حکم ہے۔ قرآن کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

پس ہمدردئ خلق کے بارے میں اسلام کی یہ کیسی خوبصورت تعلیم ہے۔ کیا اس تعلیم کے دینے والے خدا کو چھوڑ کر اور اِس زمانے کے فرستادے کو چھوڑ کر جو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آیا ہم کہیں اور جا کر یہ معیار حاصل کر سکتے ہیں؟ کبھی نہیں کر سکتے۔ پس ہر ایک کے لئے ہماری جو محبت ہے یا نفرت کسی سے نہیں جو ہے یہ ایک آخری مقصد نہیں ہے بلکہ خدا کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کو ہمیشہ ہمیں سامنے رکھنا چاہئے اور اسی کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

کچھ عرصہ ہوا مجھے احساس ہوا کہ خدمت انسانیت کے لئے ہیومینٹی فرسٹ کے نام سے جو ہمارا ادارہ ہے اس کے کام کرنیوالوں اور شاید انتظامیہ کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ دین سے بالکل اپنے آپ کو علیحدہ کرنا ہے اور اگر علیحدہ کر کے خدمت کریں تو شاید ہماری دنیا میں زیادہ آؤ بھگت ہوگی۔ تو میں نے یہاں مرکزی انتظامیہ کو کہا کہ آپ کی اہمیت اس لئے ہے کہ دین سے جڑے ہوئے ہیں۔ جماعت کا کہیں نہ کہیں نام آتا ہے۔ اگر کہیں حسب ضرورت جماعت کا نام بھی استعمال کرنا پڑے تو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ پیشِ نظر رہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے خدمتِ انسانیت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بندوں کے حقوق ادا کرو اس لئے ہم نے خدمتِ انسانیت کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اپنی عبادتوں کی حفاظت کی بھی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے خدمتِ انسانیت کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ انہیں تو یہ بات سمجھ آگئی لیکن باقی ممالک میں جو ہیومینٹی فرسٹ کی شاخیں ہیں ان کے کارکنوں اور انتظامیہ کو جن میں الا ماشاء اللہ تقریباً سارے احمدی ہی ہیں، یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے کام میں برکت اسی وقت پڑے گی جب خدا تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کریں گے اور اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے والا بنانے کی کوشش کریں گے اور اپنے کاموں کو

دعاؤں سے شروع کریں گے۔ اس کے بغیر ہمارے کسی کام میں برکت نہیں پڑسکتی، چاہے کوئی اپنی عقل سے منصوبہ بندی کرتا رہے۔ بہر حال یہ بات کہنی بھی ضروری تھی اور آج میں نے اسی ضمن میں بات کی ہے کیونکہ میں سوچ رہا تھا کہ کبھی ہیومینٹی فرسٹ کی انتظامیہ کو توجہ دلانے کے لئے کہوں گا، اس کا ذکر کروں گا تو چاہے ضمناً کہہ لیں یا اس تعلق میں کہہ لیں۔ بہر حال اس کا ذکر کرنا ضروری ہے اور اسی لئے مَیں نے یہ بات بیان کی ہے۔

اب مَیں ''محبت سب کے لئے'' کے نعرے کی بات جو میں کر رہا تھا اس کی طرف آتا ہوں۔ اور یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بے شک خدمتِ خلق اور ہمدردیٔ خلق اور محبت پھیلانے اور دشمنیاں ختم کرنے کی نیکی ایک بہت بڑی نیکی ہے لیکن صرف یہی نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ اگر ہمیں یہ خیال آجائے کہ اگر ہم نے یہ کرلیا تو سب کچھ پالیا۔ لیکن جیسا کہ پہلے بھی میں بتا آیا ہوں کہ یہ نعرہ اس مقصد کے حصول کا ایک حصّہ ہے۔ اس منزل کی طرف بڑھنے کا ایک قدم ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تھے اور آپ کی غلامی میں اس زمانے میں اس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور وہ مقصد خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا صحیح ادراک پیدا کرنا، خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے تمام احکامات پر چلنے کی کوشش کرنا، آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا مطمح نظر اور مقصد بنانا اور اس کے حصول کے لیے مقدور بھر کوشش کرنا کیونکہ یہی چیز ہے جس سے ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق اور نیکیوں کے حصول کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بھی علماء کی ایک بحث مضامین کی صورت میں چلی جو الفضل میں شائع ہوتے رہے یا بعض بزرگوں نے اس بارے میں اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کیا کہ جماعت کا ماٹو یا مطمح نظر کیا ہونا چاہئے؟ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کو جو ماٹو دیا یا جس طرف توجہ دلائی وہ ایسا ہے جس سے دین بھی مضبوط ہوتا ہے اور ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے، حقوق اللہ کی ادائیگی بھی ہوتی ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہوتی ہے۔ دو بزرگوں میں سے ایک نے کہا کہ ہماری جماعت کا مطمح نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ (البقرہ 149) ہونا چاہئے۔ دوسرے نے کہا ہمارا ماٹو یا مطمح نظر ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا'' ہونا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ کوئی نہ کوئی مطمح نظر ضرور ہونا چاہئے۔ دنیا میں جتنی تنظیمیں ہیں اور انجمنیں ہیں جب قائم ہوتی ہیں تو اپنا اپنا کوئی نہ کوئی مطمح نظر رکھتی ہیں اور اگر سنجیدہ اور امانت کا حق ادا کرنے والی ہیں تو اس کے حصول کے لیے سنجیدگی سے کوشش بھی کرتی ہیں تا کہ اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز کرسکیں۔ دنیا میں اخلاقی ترقی کو بھی مطمح نظر بنانے کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ تعلیمی ترقی کو بھی مطمح نظر بنانے کا نعرہ لگایا جاتا ہے اگر کسی جگہ عوام کے یا کسی کے حقوق غصب ہو رہے ہیں تو سیاسی تنظیمیں آزادی کو اپنا ماٹو بنالیتی ہیں، اس کے لیے کوشش کرتی ہیں اور نعرے لگاتی ہیں۔ اگر کسی جگہ کوئی اور صورت ہے تو اس کو اپنا مطمح نظر بنایا جاتا ہے۔ بہر حال مطمح نظر کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم نے اس بات کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور اپنی جماعت کے سامنے بھی ہر وقت اسے موجود رکھنا ہے، دنیا میں بھی قائم کرنا ہے اور اپنے سامنے بھی موجود رکھنا ہے۔ اس دنیا میں ہزاروں قسم کی نیکیاں ہیں اگر کسی ایک نیکی کو چن لیا جائے تو بظاہر ایک اچھی بات ہے، مطمح نظر ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ باقی قسم کی نیکیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ ضرورت اور سہولت کو سامنے رکھتے ہوئے ان نیکیوں میں سے کسی ایک نیکی کو مطمح نظر بنا یا جاتا ہے۔

بہر حال کوئی بھی اچھا ماٹو کوئی اپنے لیے مقرر کرے وہ اس کے لیے نیکی ہے۔ آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ بعض ماٹو ایسے ہوتے ہیں جن کا آپس میں اشتراک ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ''خدا کی اطاعت

کرو'' اور یہ ماٹو کہ ''نیکیوں میں ترقی کرو'' یہ آپس میں لازم وملزم ہیں کیونکہ خدا کی اطاعت کے بغیر نیکیوں کا حصول ناممکن ہے اور اسی طرح جو نیک نہیں وہ خدا کا مطیع نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح یہ ماٹو کہ ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا'' اور یہ کہ ''میں نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کروں گا'' دونوں آپس میں مشابہ ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے اندر آجاتے ہیں۔ پس ساری نیکیاں ہی اچھی ہیں اور ہمیں انہیں اپنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 560 تا 562 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936)

لیکن جب ماٹو کے بارے میں سوال اٹھے تو پھر اسی طرف توجہ رکھ کر اسی طرف اپنی توجہ محدود کر کے بعض لوگ اپنی نیکیوں کو بالکل محدود کر دیتے ہیں یا اسی کو سب کچھ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے نوجوانوں میں یا بعض اور لوگوں میں بھی (لوگ) اپنی دینی حالت کو تو بھول گئے ہیں لیکن صرف دنیا دکھاوے کے لیئے ''محبت سب کے لیئے نفرت کسی سے نہیں'' کا نعرہ بہت زیادہ لگانے لگ گئے ہیں ٹھیک ہے اگر اسلام کی تعلیم کا پرچار کرنا ہے، نیک نیت ہے تو یہ نعرہ بہت اچھا ہے۔ لیکن ہمارا صرف یہی مقصد نہیں جیسا کہ میں نے کہا بلکہ ہمارے مقصد بہت وسیع ہیں۔ اس طرح ہمدردی خلق اگر کرنی ہے تو صرف ہمدردی خلق ہی کچھ چیز نہیں اگر اللہ تعالیٰ کی یاد دلوں سے غائب ہو رہی ہے تو پھر اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ جب میں نے یہ مضمون پڑھے تو مجھے ایک یہودی کا قصہ یاد آگیا کہ جب اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے ہوئے دوران گفتگو کہا کہ ہمیں آپ لوگوں سے یعنی مسلمانوں سے بہت زیادہ حسد ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ حسد کی کیا وجہ ہے؟ یہ کس لیئے ہوتی ہے؟ تو یہودی یہ کہنے لگا اس بات کا حسد ہے کہ اسلام میں ایک خاص خوبی ہے کہ دنیا کی کوئی بات ایسی نہیں جو اسلام کے احکامات میں موجود نہ ہو۔ قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ ذاتی نوعیت سے لے کر بین الاقوامی نوعیت تک تمام احکام اور مسائل اور ان کا حل اس میں موجود ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو ہم میں حسد پیدا کرتی ہے۔

پس اگر ہم میں سے ہر ایک اس بات کو سامنے رکھے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی کسی ایک بات کو بطور ماٹو چننا درست نہیں پس بے شک **فَاستَبِقُوا الخَیرَاتِ** ایک عمدہ ماٹو ہے اسی طرح ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا'' بھی عمدہ ماٹو ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ آیت **بَل تُؤثِرُونَ الحَیٰوۃَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃُ خَیرٌ وَّاَبقٰی** (الاعلیٰ 18.17) یعنی نادان لوگ دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں حالانکہ آخرت یعنی دین کی زندگی کا نتیجہ دینوی زندگی سے اعلیٰ اور دیر پا ہے

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 562 تا 563 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936)

اکثر ہم جمعہ میں یہی آیت پڑھتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بے شمار تعلیم قرآن کریم نے دی ہے۔ پس قرآن کریم کی کونسی تعلیم ہے جو ماٹو نہ بن سکے، جو مطمح نظر نہ بن سکے۔ جس پر نظر ڈالیں اور اس پر غور کریں تو وہ دل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

اس تمہید کے بعد پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کا زمانہ **ظَھَرَالفَسَادُ فِی البَرِّ وَالبَحرِ** کا مصداق تھا۔ کوئی خرابی ایسی نہ تھی جو اس زمانہ میں پیدا نہ ہوگئی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آنحضرت ﷺ کے ظل ہیں۔ اس لیئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا زمانہ بھی اس زمانہ کا ظل ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی تمام قسم کی خرابیاں اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اس لیئے آج مذہب کی ضرورت ہے۔ اخلاق کی تمام اقسام کی بھی ضرورت ہے۔ دنیا کی ہر خوبی اور ترقی کی بھی ضرورت ہے۔ جہاں لوگوں کے دلوں سے ایمان اٹھ گیا ہے وہاں اخلاق فاضلہ بھی اٹھ گئے ہیں اور حقیقی دینوی ترقی بھی مٹ گئی ہے

کیونکہ اس وقت جسے لوگ ترقی کہتے ہیں وہ نفسیات کا ایک مظاہرہ ہے۔ چاہے وہ ذاتی طور پر ہو یا بین الاقوامی طور پر دیکھ لیں کیونکہ اس وقت جسے لوگ ترقی کہتے ہیں وہ صرف اپنی ذات کے لیے مفاد ہے۔ وہ دنیا کی ترقی نہیں کہلا سکتی کیونکہ اس سے دنیا کا ایک حصّہ فائدہ اٹھا رہا ہے اور دوسرے کو غلام بنایا جا رہا ہے۔ چاہے وہ سیاسی غلامی ہو یا معاشی یا اقتصادی غلامی ہو کسی نہ کسی صورت میں ایک حصّہ غلام بن رہا ہے اور ان کے لیے بہر حال یہ ترقی نہیں ہے اور جو ترقی کر رہے ہیں ان کے بھی اپنے مفادات ہیں، نفسانیت ہے جس کو وہ ترقی کا نام دیتے ہیں۔

پس ایسے وقت میں یہ کہنا کہ فلاں آیت کو مطمحِ نظر بناؤ اور فلاں کو چھوڑ دو یہ غلط ہے بلکہ قرآن کریم کی ہر آیت ہی ہمارا مطمحِ نظر اور نصب العین ہے اور ہونا چاہیئے۔ پس ہمارا ماٹو تو تمام قرآن کریم ہے لیکن اگر کسی دوسرے ماٹو کی ضرورت ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے آنخضرت ﷺ کے ذریعے مقرر کر دیا اور وہ ہے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور یہ تمام قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ تمام تعلیمیں اور تمام اعلیٰ مقاصد توحید سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اس طرح بندوں کے آپس کے تعلقات اور بندے کے خدا تعالیٰ سے تعلقات یہ بھی توحید کے اندر آ جاتے ہیں اور توحید ایسی چیز ہے جو بغیر آنخضرت ﷺ کی مدد کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ لگا دیا گیا ہے کہ حقیقی معبود کی تلاش یا خدا تعالیٰ کو اگر دیکھنا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد سے دیکھو۔ گویا آپ ہی وہ عینک ہیں جس سے معبودِ حقیقی نظر آ سکتا ہے اور جب آپ ﷺ کی مدد لی جائے تو الحمد سے لیکر الناس تک ہر جگہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مضمون نظر آئے گا۔ پس آنخضرت ﷺ کا وجود مبارک ہی ہے جن کے آنے سے دنیا میں توحید حقیقی قائم ہوئی ورنہ اس سے پہلے بعض لوگوں نے حضرت عزیرؑ کو بعض نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ بعض لوگ ملائکہ کو معبود بنائے بیٹھے تھے۔ ایسے وقت میں آنخضرت ﷺ نے ہر قسم کے فسادوں کو دور فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی توحید کے قیام کے لیے کھڑا کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنخضرت ﷺ کی ذات سے ہی دنیا میں پھر توحید قائم ہوئی اور یہی لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ماٹو ہے جو ہم اپنی اذانوں کے ساتھ بھی بلند کرتے ہیں۔ جب کسی شخص کو اسلام میں لایا جاتا ہے تو اسے بھی لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہلوایا جاتا ہے کیونکہ حقیقی اسلام اسی کا نام ہے۔ اگر کسی میں دینی کمزوری پیدا ہوتی ہے تو اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کے سامنے سے ہٹ گیا ہوتا ہے ورنہ اگر لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہر وقت سامنے ہو تو انسان دینی کمزوریوں سے محفوظ رہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 563 تا 565 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936)

صرف منہ سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا مقصد نہیں ہے اکثر جیسے لوگ دہراتے رہتے ہیں۔ جھوٹ بھی بولیں گے تو لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر جھوٹ بولیں گے۔ بلکہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اگر کہا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اور اس کا خوف اور اس کی تمام صفات سامنے آ جاتی ہیں۔ پھر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حقیقت آنخضرت ﷺ سے ہی واضح ہوتی ہے۔ پس جب تک انسان آنخضرت ﷺ میں محو نہ ہو جائے توحید کو کامل نہیں سمجھ سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تفصیلی جلوہ یعنی قرآن کریم کو سمجھ سکتا ہے۔ جو لوگ رسول کریم میں محو ہو کر توحید کو نہیں سمجھتے، باوجود عقل کے شرک میں مبتلا رہتے ہیں غیر مسلموں کو تو ایک طرف رکھیں مسلمانوں میں بھی جو لوگ ہیں ان کی بہت بڑی اکثریت پیروں فقیروں کو اپنا خدا بنا بیٹھے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد ۱۷ صفحہ ۵۶۶ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۳۶)

کہا تو احمدیوں کو جاتا ہے کہ نعوذ باللہ آنخضور ﷺ کی توہین کر کے اسلام سے خارج ہو گئے ہیں لیکن حقیقت میں یہ لوگ ہیں جنہوں نے آنخضور ﷺ کے مقام کو نہیں پہچانا نتیجتاً توحید سے بہت دور ہیں۔ اس

زمانے میں توحید کا حقیقی ادراک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوا ہے اور یہ سب آپ کو آنحضور ﷺ میں محو ہونے کی وجہ سے ملا ہے۔جن کو دنیا کافر کہتی ہے وہی توحید کے حقیقی علمبردار ہیں۔آپ آنحضور ﷺ میں محو ہوئے تو آپ کو نظر آ گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور ان کو زندہ ماننا شرک ہے۔آپ سے پہلے لاکھوں ایسے عالم اور فقیہ تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف خدائی صفات منسوب کرتے تھے مثلاً یہ کہ وہ اب تک زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں، وہ مردہ زندہ کیا کرتے تھے،ان کو غیب کا علم تھا وغیرہ وغیرہ۔لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی وجہ سے آج ہم بلکہ ہر احمدی بچہ عقلی اور نقلی دلائل سے اس عقیدے پر قائم رہنا گوارا نہیں کرتا۔اس طرح اور بہت سی باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضور ﷺ میں محو ہو کر، آپ سے نور لے کر ہمیں بتائیں اور شرک سے ہم کو دور کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اس زمانے کے لوگوں کو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا جلوہ دکھایا اور یہی ایک چیز ہے جو اسلام کا لب لباب ہے اور جس کا ہر کامل موحد میں پایا جانا ضروری ہے۔باقی تو سب تفصیلات ہیں جو مختلف آدمیوں میں مختلف شکل میں بدلتی رہتی ہیں۔جیسا کہ آنحضور ﷺ نے کسی کو بڑی نیکی ماں باپ کی خدمت بتایا ہے،کسی کو بڑی نیکی جہاد فی سبیل اللہ بتایا،کسی کو بڑی نیکی تہجد کی ادائیگی بتایا۔پس ہر ایک کو اس کی بنیادی کمزوری دور کرنے کے لئے توجہ دلائی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی نیکی بجالانے کے لئے ضرورت نہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد ۱۷ صفحہ ۵۶۷۔۵۶۶ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۳۶)

پس یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کے تمام احکامات اپنی اپنی جگہ پر بہت عمدہ اور مفید ہیں۔لیکن لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سب پر حاوی ہے۔پس یہ اصل موٹو ہے جسے ہمیں ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔توحید کی حقیقت اور اس کے قیام پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔توحید اس بات کا نام نہیں کہ انسان بت پرستی نہ کرے یا کسی انسان کو خدا تعالیٰ کے مقابل پر زندہ نہ مانے یا کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرائے، بلکہ دنیا کے ہر کام میں توحید کا تعلق ہے۔آنحضور ﷺ اپنے سونے کے وقت اور وضو کے وقت بھی توحید کا اقرار فرمایا کرتے تھے۔جب بھی کسی انسان کو دنیا کے کسی کام پر بھروسہ یا انحصار ہو گیا تو وہ انسان شرک کے مقام پر جا ٹھہرا اور اس کے موحد ہونے کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔کیونکہ توحید کی لازمی شرط ہے کہ انسان صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر ہی تکیہ رکھے اور بھروسہ کرے۔توحید کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہر کام میں خواہ دینی ہے یا دنیاوی ہو کام کے لئے انسان کی نظر خدا ہی کی طرف اٹھے۔پس بیشک اپنی جگہ تمام نیک فقرات عمدہ اور اچھے ماٹو ہیں لیکن کامل موحد بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی نظر سے ہر ایک چیز غائب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے لئے ہر ایک چیز کالعدم ہو جائے۔پس حقیقی ماٹو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہے۔جس میں تمام نیکیاں جمع ہو جاتی ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد ۱۷ صفحہ ۵۶۹۔۵۷۸ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۳۶)

اور توحید کو سمجھنے کے لئے جو دقتیں ہیں اس کا حل بھی ہمیں یہ بتاتا ہے۔دقتیں دور کرنے کے لئے کوئی نمونہ ہونا چاہئے اور آنحضور ﷺ کا اسوہ حسنہ نمونہ ہے۔جس کو حضرت عائشہ رضی تعالیٰ عنہا نے ایک فقرے میں یوں بیان فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرآن ۔

(مسند احمد بن جنبل جلد ۸ صفحہ ۱۴۴ مسند حضرت عائشہؓ حدیث ۲۵۱۰۸ مطبوعہ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸)

اس ایک فقرے میں توحید کا اعلیٰ معیار بھی بیان ہو گیا۔احکام قرآن کا عملی نمونے کا معیار بھی قائم ہو گیا اور احکامات کی تفصیل بھی سامنے آ گئی۔پس جس نے محمد ﷺ کو سمجھ لیا اس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا جس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اس نے سب کچھ ہی سمجھ لیا کیونکہ شرک ہی تمام بدیوں،غفلتوں اور گناہوں کی جڑ ہے اور توحید پر قائم ہونے کے بعد انسان میں اعلیٰ اخلاق،علم، عرفان،تمدن،سیاست،دوسرے فنون میں کمال،سب ہی کچھ آ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور ایک تریاق ہے جس میں تمام امراض کا علاج ہے۔پس ہمارا ماٹو خود خدا تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے وہ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے باقی تفصیلات ہیں جو نصیحت کے طور پر کام آ سکتی ہیں۔اس زمانے میں چونکہ دجال اپنی تمام طاقت کے ساتھ دنیا میں رونما ہوا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ میں دنیا کو دین پر مقدم رکھوں گا۔یہ دجال کا مقصد ہے کہ دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے۔اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کے مقابل پر ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نعرہ لگائیں۔اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شرائط بیعت میں یہ فقرہ شامل فرمایا جس کا مطلب یہی ہے کہ اپنے اوپر ہم دین کی تعلیم کو لاگو رکھیں گے اور ہر

مخالف کے اعتراض کے مقابل پر اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھائیں گے اور یہ سب اس لئے کہ ہم **لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ** کو دنیا میں قائم کرنے والے بنیں۔ ہم نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت اس مقصد کے حصول کے لئے کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ فرمایا تھا کہ **خُذُوْاالتَوْحِیدالتوحید یااَبْنَاءَ الفارس۔**

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 267) یعنی کہ ابنائے فارس! توحید کو مضبوطی سے پکڑو۔ ابنائے فارس سے مراد آپ کا خاندان ہی نہیں ہے بلکہ تمام جماعت روحانی لحاظ سے ابنائے فارس کے ماتحت آتی ہے اور یہ حکم تمام جماعت کے لئے ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ مصیبت کے وقت انسان کسی خاص چیز کو پکڑتا ہے۔ فرمایا کہ تم مصائب کے وقت توحید کو پکڑ لیا کرو کہ اس کے اندر باقی تمام چیزیں ہیں۔ پس ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ **لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ** کے ماٹو کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد ۷ صفحہ ۵۷۰۔۵۷۱ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۳۶)

آج جب کہ شرک کے ساتھ دہریت بھی تیزی سے پھیل رہی ہے بلکہ دہریت بھی شرک کی ایک قسم ہے یا شرک دہریت کی قسم ہے ہم اپنے آپ کو ایک نعرے پر محدود کر کے اور اس پر اکتفاء کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے والے نہیں بن سکتے، نہ ہی ہم انسانیت کی خدمت کے زعم میں اپنی نمازوں اور عبادتوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جو ایسا کرتا ہے یا کہتا ہے اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پس ہمیں اپنے حقیقی مطمح نظر اور مقصود کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم دینی اور دنیاوی انعامات کے حاصل کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اس کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 30 رمئی تا 05 رجون 2014ء)

درسِ توحید

کلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دِل لگاتے ہو
جو کُچھ بُتوں میں پاتے ہو اس میں وُہ کیا نہیں

سُورج پہ غور کرکے نہ پائی وُہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں

واحد ہے لا شریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں

اِس جائے پُرعذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سَرا نہیں

(از درِّثمین۔ صفحہ ۱۵۲)

سیرت حضرت سیّدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عفت وحید۔لورن سکوگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مئی 1904ء میں الہام ہوا ''دُختِ کرام'' چنانچہ اس الٰہی بشارت کے مطابق 25 جون 1904ء کو صاحبزادی سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ 218 میں اِن کو اپنی صداقت کا چالیسواں نشان قرار دیا ہے۔

حضرت سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا اُس وقت آپ کے سبھی بچے چھوٹے تھے۔حضرت فضلِ عمر 19 سال کے اور حضرت سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ صرف چار (4) سال کی۔

حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ حضرت سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ باوجود اِس کے کہ حضرت سیّدہ نے حضرت مسیح موعودؑ سے کوئی تربیت حاصل نہیں کی بلکہ آپ اتنی چھوٹی تھیں کہ کوئی بات بھی یاد نہیں رہی۔پھر بھی آپ کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں نمایاں طور پر اُبھریں جن کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی ولادت سے قبل خبر دی گئی تھی۔

آپ حضرت اماں جان کی بہت پیاری بیٹی اور سب بہن بھائیوں کی بہت لاڈلی بہن تھیں۔حضرت فضل عمر نے آپ سے بیٹیوں کی طرح محبت کی۔ آپ نے قرآن مجید ختم کیا تو آپ کی آمین لکھی۔

حضرت سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کا نکاح حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحب سے جو حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی پہلی بیگم سے دوسرے صاحبزادے تھے۔7 جون 1915ء کو بیت اقصیٰ میں پندرہ ہزار روپے حق مہر پر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق خطبہ نکاح حضرت غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے پڑھا اور 22 فروری 1917ء کو آپ کی شادی کی مبارک تقریب عمل میں آئی۔

دُختِ کرام حضرت امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کے نکاح کی تقریب کے متعلق حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ صاحب فرماتے ہیں کہ'' مَیں لاہور کی جماعت کی تعلیم و تربیت اور درس و تدریس کے لئے خدمتِ سِلسلہ کی بجا آوری کی سعادتِ عظمیٰ کے سلسلہ میں ایک عرصہ سے لاہور میں ہی مقیم تھا اور جبکہ حضرت دُختِ کرام کے نکاح کی تقریب بالکل قریب تھی۔ایک رات مَیں نے رویٔا دیکھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ دونوں بار بار بجذبہءِ اظہارِ مسرت و احساسِ فرحت مجھے حضرت امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کے نکاح کے متعلق بلبِ تبسّم مبارک باد کا اظہار کرتے ہیں اور اِس قدر خوش ہو کر اِس خوشی کا اظہار فرما رہے ہیں کہ مَیں تعجب کر رہا ہوں کہ دونوں مبارک ہستیوں نے شائد ہی ایسی مسرت اور خوشی کا کبھی احساس اور اظہار فرمایا ہو۔صبح جب مَیں اُٹھا تو اِس رویٔا پر غور کرتا رہا کہ اِس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے۔تب ابھی کوئی دو تین گھنٹے گذرے ہوں گے کہ مکرم محترم جناب بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی مجھے آملے اور آتے ہی مجھے مبارک باد کہی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ آپ اُٹھیں اور میرے ساتھ چلنے کی تیاری کریں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے مجھے قادیان سے آپ کو ساتھ لے جانے کے لئے بھیجا ہے کہ لاہور سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ کو لے آو عزیزہ امتہ الحفیظؓ کے نکاح کی تقریب پر خطبہ اور اعلان وہی کریں گے۔یہ سُن کر مجھے اپنی رویٔا کی تعبیر کا فوراً علم ہو گیا کہ رویٔا کی یہی تعبیر معلوم ہوتی ہے جو خطبہ نکاح سے پوری ہونے والی ہے۔چنانچہ خاکسار بھائی عبدالرحمن صاحب کی معیّت میں قادیان پہنچا اور مسجد اَقصیٰ میں جہاں نواب محمد علی خانصاحب بمعہ اپنے فرزند عزیز نواب محمد عبداللہ صاحب اور افرادِ جماعت تشریف فرما تھے۔حضرت صاحب کی طرف سے پندرہ ہزار روپیہ کے مہر مقرر فرمانے کے ساتھ خطبہ نکاح پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

(اصحاب احمد جلد 12)

خود حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحبؓ کا بیان ہے کہ'' جب میری شادی حضرت مسیح موعودؑ کے گھر ہونے لگی تو حضرت والد صاحب نے مجھے تحریر

فرمایا کہ اپنا رشتہ ہونے پر بھی مَیں کس طرح حضرت اماں جان اور حضرت صاحب کی اولاد اور اُولاد در اُولاد کا احترام کرتا ہوں اور اگر تمھاری منشاء ہو تو مَیں اس کی تحریک اور استخارہ کروں ورنہ ایسے پاک وجودوں کی طرف خیال لے جانا بھی گناہ ہے۔

حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحبؓ کی ایک لمبا عرصہ بیماری میں حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے بے مثال خدمت کا نمونہ دکھایا۔اس خدمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا: ''یہاں اگر اپنی بیوی حضرت ''دُختِ کرام'' امۃ الحفیظ بیگم کا ذکر نہ کروں تو نہایت ناشکری اور ظُلم ہوگا۔ یہ نُور کا ٹکڑا حضرت صاحب کا جگر گوشہ کس خدمت اور نیکی کے عوض مجھے حاصل ہوا ہے اِس بات کو سوچ کر مَیں ورطہء حیرت و استعجاب میں پڑ جاتا ہوں''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے بارے میں فرمایا: حضرت پھوپھی جان کو نہایت ہی لطیف شعری ذوق عطا ہوا تھا۔ خود بہت ہی صاحبِ کمال شاعرہ تھیں لیکن اپنے کلام کو لوگوں سے چھُپاتی تھیں۔ اکثر چند سطور لکھیں اور ایک طرف پھینک دیں اور پھر وہ کلام نظر سے غائب ہوگیا۔ چونکہ مجھے بچپن سے ہی شعر کا ذوق رہا ہے اس لئے حضرت پھوپھی جان کے ساتھ میرا ایک خاص تعلق اِس وجہ سے بھی تھا۔ میری ان تک رسائی تھی اور وہ بعض دفعہ بڑے پیار کے ساتھ مجھے اپنا کلام سُنا بھی دیا کرتی تھیں۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے جب مَیں ملاقات کے لئے گیا تو ایک بہت ہی پرانی نظم جو حضرت پھوپھی جان نے مجھے قادیان کے زمانے میں سُنائی تھی اس کے ایک دو شعر سنانے کو کہے تو ان کے چہرے پر عجیب مسکراہٹ پیدا ہوئی کہ تم اب تک وہ باتیں یاد رکھتے ہو۔

حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی سیرت کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ حضرت باجی جان خود بڑی خاموش دعا گو تھیں باوجود اپنے ایک خاص مقام کے سلسلہ کے بزرگوں کی بہت قدر دان اور اُن کو اکثر دعاؤں کے خط لکھا کرتیں یا دعاؤں کی تاکید کے ساتھ پیغام بھجوایا کرتیں۔

سیّدنا حضرت فضلِ عمر کے وصال پر جب میری عدّت کے دن پورے ہوئے آپ اُس سے ایک دِن پہلے صبح ہی صبح میرے گھر آئیں۔ مَیں ڈریسنگ روم میں تھی۔ آپ نے مجھے اپنے بیڈ روم میں نہ پا کر ایک سینٹ کی شیشی میرے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دی اور میری کارکنہ لڑکی کو یہ پیغام دے کر چلی گئیں کہ ''مہر آپا کو کہنا کہ آج تمھاری عدّت ختم ہے نہاؤ کپڑے بدلو اور یہ سینٹ جو مَیں تمھارے لئے لائی ہوں یہ استعمال کرو اور آج کے دن سے مَیں تمھیں ہمیشہ کی طرح اچھے لباس میں دیکھوں۔ تم اُسی طرح پہنو اوڑھو۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کا اتنا ہی حکم تھا وہ آج کے دن تک پورا ہوگیا اور بس''۔

سیّدہ آمنہ طیبہ صاحبہ اپنی والدہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہوئی بیان کرتی ہیں:

امی جان کو اِس چیز کا بے حد دُکھ تھا کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یاد نہیں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ ان کی وفات کے بعد حضرت اماں جان نے اس لئے کہ مجھے یاد کر کے تکلیف ہوگی سب کو روک دیا تھا کہ میرے سامنے کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر نہ کرے۔ بتایا کرتی تھیں کہ مَیں بھی اتنا سہم گئی تھی کہ ایک دفعہ بچوں سے کھیلتے کھیلتے کسی بات پر میرے منہ سے ابّا نکل گیا تو مَیں نے ڈر کے مارے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہیں امّاں جان نے سُن تو نہیں لیا۔ فرمایا کرتی تھیں کہ اگر حضرت امّاں جان اس طرح بھُلانے کی کوشش نہ کرتیں تو چار سال کی تھی چار سال کا بچہ اچھا بھلا یاد رکھ سکتا ہے۔

<u>بحیثیت بیوی:</u> آپ نہایت ہی محبت کرنے والی، نہایت خیال رکھنے والی بیوی تھیں۔ جو بھی حالات پیش آئے آپ نے ان کو بشاشت کے ساتھ برداشت کیا اور ہر رنگ میں ابا جان کا ساتھ دیا اور باوجود اس کے کہ ابا جان جیسا محبت کرنے والا اور خیال رکھنے والا قدردان خاوند جس کی مثال ملنی مشکل ہے مگر پھر بھی اس سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ اپنے فرائض پوری طرح ادا کئے اور جو خدمت ابا جان کی تیرہ سال کی طویل علالت میں کی اِس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ شروع پانچ سال بیماری کے وہ تھے جو مسلسل بستر پر گذرے۔ اس عرصہ میں ابا جان کو شدید بیماریاں آئیں۔ امّی جان نے تربیت یافتہ نرسوں کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ابا جان کا خیال رکھا۔ کئی دفعہ ابا جان کو ہسپتال بھی داخل ہونا پڑا وہاں بھی امّی جان کو نرسوں کا کام پسند نہیں آتا تھا ڈاکٹر سے اجازت لے کر دوائیاں وغیرہ سب

اپنے ذمہ لے لیتی تھیں۔ پارٹیشن کے فوراً بعد 1948ء میں ابا جان کو شدید قسم کا ہارٹ اٹیک ہوا اس وقت ایک تو ویسے سب کے مالی حالات خراب تھے اکثر جائدادیں وغیرہ اُدھر رہ گئیں تھیں۔ گھر بار چھوڑ کر آئے تھے ایک ایک کمرہ میں سب رہ رہے تھے اوپر سے بیماری اتنی سخت کہ بے حساب خرچ ہو رہا تھا۔ مَردوں کی طرح امّی جان نے اس وقت بڑا حوصلہ دکھایا۔ روپے کا انتظام کرنا اور پھر ابا جان کا بھی ہر طرح سے خیال رکھنا تا کہ علاج میں کمی نہ رہ جائے۔ اخراجات بہت زیادہ تھے مگر انہوں نے ابا جان کو بالکل محسوس نہیں ہونے دیا۔ ہمیشہ اپنی بشاشت کو قائم رکھا۔

بحیثیت ماں: جب مَیں امّی جان کے متعلق سوچتی ہوں تو بہت ہی شفیق، محبت کرنے والی اور بچوں کے لئے بہت ہی قربانی کرنے والی پاتی ہوں۔ جب ہم لوگ مستقل قادیان آ گئے تو پھر امّی جان کا سمجھانا نصیحت کرنا یاد ہے اس وقت سمجھ کی عمر آ گئی تھی اور اُن کا کردار ہی نصیحت کا موجب بن گیا۔ نمازوں اور دعاؤں کی بہت تاکید کرتی تھیں اور خاص طور پر جب بچہ ہونے والا ہوتا تھا تو خصوصیت سے سیرت خاتم النبینﷺ اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتب پڑھنے پر بہت زور دیتی تھیں کہ بچے پر اِس کا بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔

ملازمین سے حُسنِ سلوک: سب ملازم امّی جان کی بہت ہی محبت کے ساتھ خدمت کرتے تھے۔ اگر کبھی کسی بات پر ناراض بھی ہوتیں تو بعد میں اس کی اتنی تلافی کرتی تھیں کہ دوسرا شرمندہ ہو جاتا تھا۔ باورچی جو کھانا پکاتا تھا جب آیا تھا تو چھوٹا لڑکا تھا اُس کو کھانا بنانا سکھایا اور آخر وقت تک اس نے بہت ہی خدمت کی اور خیال رکھا۔ اِس کے بچے سے بہت پیار کرتیں۔ امّی جان کی وفات کے بعد جب ایک دراز کھولا تو اُس میں کچھ بسکٹ علیحدہ رکھے ہوئے تھے جب پوچھا تو پتہ چلا کہ یہ امّی جان باورچی کے بیٹے کے لئے منگوا کر رکھتی تھیں۔ حالانکہ وہ احمدی نہ تھا مگر جب امّی جان کی وفات کے بعد یہاں سے لاہور میری بہن کے پاس رہنے کو جا رہا تھا تو اِس طرح زاروقطار رو رہا تھا کہ مَیں سوچ رہی تھی کہ ہمیں زیادہ صدمہ ہے یا اُس کو۔

حصولِ علم کا شوق: امّی جان کی چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی اُس وقت تک کیا تعلیم ہو سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ قرآن شریف، اردو لکھنا پڑھنا یا کچھ دینی کتابیں حدیث وغیرہ پڑھنا جیسا کہ اس وقت کا زمانہ تھا مگر شادی کے بعد باوجود اس کے کہ چھوٹے چھوٹے اوپر تلے کئی بچے پیدا ہوئے آپ نے اپنے علم کو بڑھایا۔ پہلے ادیب کا امتحان دیا پھر میٹرک اور ایف اے کا۔ مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ اب تک لائبریری سے کتابیں منگوا کر پڑھتی رہتی تھیں۔ روزانہ کا معمول تھا کہ صبح ناشتہ کے وقت ساتھ ساتھ اخبار ضرور پڑھتی تھیں۔ مجھے اکثر خبریں شام کو جب امّی جان کے پاس جاتی تو اُن سے معلوم ہوتی تھیں۔

امی جان میں غیر معمولی انتظامی قابلیت تھی۔ کئی سال سے بستر پر ہی تھیں۔ چلنا پھرنا بالکل ختم تھا مگر بستر پر بیٹھے ہی سب انتظام اس طرح کرواتی تھیں کہ بیمار کا گھر نہیں لگتا تھا۔ جلسہ سالانہ جب ہوتا تھا ربوہ والوں کو مہمانوں کے لئے بہت تیاری کرنی پڑتی تھی اکٹھا سامان منگوا کر رکھنا پڑتا تھا۔ اچانک آنے والے مہمانوں کے لئے اکثر کھانے بھی کچے پکے پکا کر رکھنے ہوتے تھے۔ بستروں کا انتظام وغیرہ اور بھی بہت سے کام ہوتے تھے مگر امّی جان نے وقت سے پہلے ہی تیار کروا کر رکھے ہوتے تھے۔ بہت دور اندیش طبیعت تھی۔

یہ ان کی طبیعت تھی اور خدا کا فضل تھا کہ اپنی بشاشت اور ہر بات میں دلچسپی آخر وقت تک قائم رکھی۔ اتنی لمبی بیماری کے باوجود امی جان کے پاس بیٹھ کر کوئی بور نہیں ہو سکتا تھا۔ ہمارے بچے تک ''بڑی امی'' کی کمپنی میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔

اِس بات سے بہت گھبراتی تھیں کہ میری وجہ سے کسی پر بوجھ نہ پڑے کوئی تکلیف نہ اُٹھائے اپنے نفس پر تکلیف گوارا کر لیتی تھیں۔ مگر حتی الوسع دوسرے پر کسی قسم کا بوجھ ڈالنے سے گھبراتی تھیں۔

آپ کی دوسری بیٹی صاحبزادی طاہرہ صدیقہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ امّی کو شہد کی ضرورت پڑی۔ اتفاق سے اس وقت شہد موجود نہیں تھا مَیں نے کہا مَیں ابھی جا کر سیّدی بھائی جان سے لے آتی ہوں اُن کے پاس بہت سا شہد آیا ہے۔ مجھے کہہ رہے تھے کہ لے جانا۔ امّی نے فوراً کہا نہیں۔ مَیں نے کسی سے نہیں مانگنا جب اللہ تعالیٰ خود میری تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے تو مَیں کسی کو کیوں کہوں۔ اور پھر مَیں نے دیکھا اُسی دِن یا دوسرے دن

ہی کسی نے امّی کو بہت ہی اچھا خالص شہد تحفتہً بھجوا دیا۔ غرضیکہ میری امّی میں بہت ہی خودداری تھی وہ ایمان اور ایقان میں غیر متزلزل ہستی تھیں۔ وہ حضرت اقدسؑ کے الہام دُختِ کرام کی حقیقی تصویر تھیں۔ وہ بے حد پاک سیرت اور پاک صورت تھیں۔ امّی کو خلافت کا بے حد احترام تھا۔ ہمیں بھی ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ ساری برکتیں امامِ وقت کی اطاعت میں ہیں اور اُن کا حکم تمھارے لئے عبادت ہے۔

آپ باوجود بیمار ہونے کے نماز ہمیشہ اپنے وقت پر ادا کرتی تھیں۔ نماز جمع کر کے پڑھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ آپ روزانہ فجر کی نماز کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کرتی تھیں۔ آخری ایام میں اگرچہ آپ بوجہ ضعف بیٹھ بھی نہیں سکتی تھیں لیکن سہارے سے بیٹھ کر تلاوت کرتی تھیں۔

پردہ کی بڑی سختی کے ساتھ پابند تھی۔ چونکہ آپ بیمار تھیں اور روزانہ ڈاکٹر آپ کو دیکھنے آتا تھا لیکن پھر بھی حتی الامکان ڈاکٹروں سے بھی پردہ کرتی تھیں۔ ایک دفعہ کسی نے عرض کی کہ ڈاکٹر تو آپ کو روزانہ دیکھنے آتا ہے اور معائنہ کرتے ہوئے اور بے ہوشی کی حالت میں اُس نے آپ کو دیکھا ہوا بھی ہے اِس لئے ڈاکٹر سے پردہ نہ کریں تو اس میں کونسا حرج ہے فرمانے لگیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے عورت غیر مرد سے پردہ کرے اِس لئے مَیں کیوں اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کروں۔ معائنہ اور بے ہوشی کی حالت میں پردہ نہ کر سکنا تو ایک مجبوری ہے۔ چنانچہ آپ کا معمول تھا کہ جب ڈاکٹر آتا تو آپ اپنا چہرہ ڈھانک لیتی تھیں۔

ہمیشہ آپ کا یہ معمول دیکھا کہ **اگر کھانے کے وقت کوئی مہمان آجاتا تو اُسے بغیر کھانا کھائے نہیں جانے دیتی تھیں۔** یہاں تک کہ آپ نے اپنے باورچی کو مستقل یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ کھانے کے وقت میرے گھر سے کوئی مہمان بغیر کھانا کھائے نہیں جانا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات کے بعد جب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب منتخب ہوئے تو آپ نے متبرک ہاتھوں سے حضرت مسیح موعودؑ کی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی آپ کو پہنائی۔

حضرت سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ جماعتی مساعی میں حتی المقدور حصہ لیتی رہیں۔ آپ نے مختلف جلسہ سالانہ خواتین کی صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام بہت سے پروگرامز آپ کی زیرِ صدارت انجام پائے۔ مجلس مشاورت 1929ء میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ خلافت جوبلی کے موقع پر لوائے احمدیت تیار کیا جائے چنانچہ لوائے احمدیت کی تیاری کے سلسلہ میں سوت کاتنے والی رفیقات کی فہرست میں تیسرے نمبر پر حضرت سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کا نام درج ہے۔ آپ کا سفرِ یورپ تقدیرِ الٰہی کا ایک کرشمہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ 25 اگست 1962ء کو مسجد محمود زیورچ سوئٹزرلینڈ میں سنگِ بنیاد آپ کے دستِ مبارک سے رکھا۔

حضرت سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کے مبارک وجود میں اپنے مقدس والدین کا رنگ نمایاں تھا۔ آپ دعاؤں کا ایک بیش قیمت خزانہ تھیں اور مخلوقِ خدا کے لئے دردمند دل رکھتی تھیں۔ دل میں شفقت اور محبت کا ایک سمندر موجزن تھا۔ اپنوں اور بیگانوں کے دکھ درد کو محسوس کرتیں۔ بے شمار اپنے پرائے دعا کی درخواست کرتے تو آپ ان کے لئے راتیں جاگ جاگ کر خدا تعالیٰ سے خیر طلب کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا یہاں تک کہ زبان بھی مبارک تھی۔ جو بات آپ کے منہ سے نکل جاتی خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پوری کر دیتا۔

حضرت سیّدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی کِس کِس خوبی کا ذکر کیا جائے وہ تو مجسمۂ حسن و خوبی تھیں۔ آپؓ سب کی ہمدرد و غمگسار اور مونس و ہمدم تھیں۔ شیریں کلام ایسی کہ ان کے دو بول ہی دلوں کے لئے ڈھارس بن جاتے۔ انتہائی جاذبِ نظر پُرکشش اور باوقار صورت و سیرت کی مالک تھیں۔

اللہ تعالیٰ اس مقدس ہستی پر ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں آپؓ کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔

جزاکم اللہ

اقتباسات از خطاب لجنہ اماءاللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف ممالک کے دوروں سے

بلقیس اختر : مجلس تھوئین

''آپ جو لجنہ اماءاللہ کہلاتی ہیں بہت ساری ممبرات ہیں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا، اس پر غور نہیں کیا ہوگا کہ لجنہ اماءاللہ جو آپ کا نام رکھا گیا ہے یہ بڑا سوچ بچار کر بڑا اہم نام ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی باندیاں، اللہ تعالیٰ کی خدمت گزار، اللہ کے دین کا کام کرنے والیاں۔ پس آپ وہ باندی اور لونڈی ہیں جو زبردستی لونڈی نہیں بنائی گئی جس طرح غلام بنائے جاتے ہیں۔ بلکہ آپ نے اس زمانہ کے امام کی بیعت کر کے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والی بنیں گی اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والی بنیں گی اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گی۔ یہ آپ اپنے عہد میں دہراتی ہیں کہ ہم اپنی خوشی سے دین کی خاطر، جماعت کی خاطر ہر قربانی کے لئے مال، وقت اور جان کی قربانی کے لئے تیار رہیں گی۔

(خطاب لجنہ اماءاللہ بھارت از الفضل انٹرنیشنل 12-03-02)

''غیب میں جن چیزوں کی حفاظت کا حکم ہے اُن میں اپنے خاوند کے بچوں کی تربیت کی نگرانی اور اُن کی دیکھ بھال بھی ہے۔ یہ نہیں کہ خاوند گھر سے باہر اپنے کام کے لئے نکلا تو عورت نے بھی اپنا بیگ اٹھایا اور بچوں کو گھر میں چھوڑا اور اپنی مجلسیں لگانے کے لئے نکل پڑی۔ یا بچوں کی تربیت کی طرف صحیح توجہ نہیں دی۔ ایک بہت بڑی ذمہ داری عورت پر بچوں کی تربیت کی ہے۔ اِس کو پورا نہ کر کے وہ نہ صالحات میں شمار ہوسکتی ہیں نہ قانتات میں شمار ہوسکتی ہیں اور نہ اُس نسل کی حفاظت کا حق ادا کرسکتی ہیں جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اُس پر ڈالی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے گھر کی نگران ہے اور اُس کے بارہ میں اُس سے پوچھا جائے گا۔''

(خطاب لجنہ اماءاللہ جرمنی از الفضل انٹرنیشنل 12-04-13)

''حقیقی سکون خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کا کفیل ہو جاتا ہے تو اُس کی دنیاوی ضروریات بھی پوری فرماتا ہے لیکن یہ کفالت ایسی ہے جس میں دنیا ملنے کے ساتھ ساتھ ترجیحات بدل جاتی ہیں اور یہ ترجیحات خود غرضی کی ترجیحات نہیں ہوتیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی ترجیحات ہوتی ہیں۔ پھر دنیاوی کشائش کو ایسی عورت اپنے زیور، سونے اور فیشن کرنے میں خرچ نہیں کرتی بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتی ہے، جماعت پر خرچ کرتی ہے، غرباء پر خرچ کرتی ہے، ضرورتمندوں پر خرچ کرتی ہے، دین کی اشاعت پر خرچ کرتی ہے۔ اور ایسے خرچ کرنے والی عورتوں اور دنیا کی خاطر اپنی ضروریات کے لئے ہر وقت دولت کا مطالبہ کرنے والی عورتوں کا اگر آپ جائزہ لیں تو نظر آئے گا کہ یقیناً جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے یہ نیک اعمال کر رہی ہیں اُن کی زندگیوں میں جو سکون اور اطمینان ہے وہ دنیا دار عورتوں کی زندگیوں میں نہیں ہے۔''

(خطاب لجنہ اماءاللہ جرمنی 2012 از الفضل انٹرنیشنل 12-10-26)

''لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ یقیناً ہدایت اور گمراہی کا فرق کھل کر ظاہر ہوگیا۔ رُشد کا مطلب ہے صحیح راستہ، صحیح عمل، صحیح رہنمائی، اعلیٰ اخلاق، ذہنی نشوونما اور معیار کی بلوغت اور انتہا۔ اور اَلغَیّ کا مطلب ہے گمراہی، تباہی، ناکامی۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہاں مزید وضاحت کر دی، کھول دیا کہ ہر نیک فطرت انسان جس چیز کو چاہتا ہے، وہ صحیح راستہ ہے۔ جو نیکیاں کرنے کی توفیق دے۔ نیک عمل بجالانے کی توفیق دے۔ جو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہیں۔ اعلیٰ اخلاق اپنانے اور اُن کا ادراک اُس کو حاصل ہو۔ ان کا اظہار کرنے والا ہو تاکہ معاشرے میں بھی اُس کو بہتر سمجھا جائے تاکہ پھر جو خدا کو ماننے والے ہیں وہ خدا کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔

(خطاب لجنہ اماءاللہ یوکے از الفضل انٹرنیشنل 12-06-30)

''مائیں جب اپنے بچوں کو اپنا مقام قرآن حدیث کے حوالے سے بتاتی ہیں تو اُس کا حق ادا کرنے والا بھی بننا ہوگا۔ عورت کے قدموں کے نیچے جب

جنت کی خوشخبری دی گئی ہے تو ہر عورت اس کی ضامن نہیں بن گئی۔ جنت کی ضمانت دینے والی عورت دنیاوی کھیل کود میں پڑنے والی عورت نہیں ہے۔ دنیاوی اور ذاتی خواہشات کی تکمیل کرنے والی عورت نہیں ہے بلکہ وہ عورتیں وہ ہیں جو قرآنی احکامات پر عمل کرنے والی ہوں۔ ان ملکوں میں آ کر سب سے پہلا بد اثر جو عورتوں پر پڑتا ہے وہ عموماً پردوں کا اُترنا دیکھا ہے پردہ قرآنی حکم ہے یہ کوئی ایسا حکم نہیں ہے جس کے بارے میں عورتوں کو چھوٹ دے دی گئی ہو کہ کرنا ہے تو کرو نہیں کرنا تو نہ کرو۔ بلکہ بڑا واضح حکم ہے کہ اپنے سر کو ڈھانکو، اپنے چہرے کو ڈھانکو، اپنے سینے کو ڈھانکو۔ جو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ قرآن کریم کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ یہ احساس کمتری ہے ہر اُس عورت میں جو سمجھتی ہے کہ میں نے پردہ کیا تو میں اس ماحول میں سموئی ہوئی نہیں لگوں گی، اس میں جذب نہیں ہو سکوں گی۔ مجھے لوگ کیا کہیں گے؟ لوگ میرا مذاق اڑائیں گے۔ اگر ایک حقیقی احمدی عورت بننا ہے تو اس احساس کمتری کی چادر کو اُتارنا ہو گا جو آپ کی حیاء کو ننگا کر رہی ہے جو آپ کے تقویٰ کا لباس آپ سے اُتار رہی ہے اور اس چادر کو اوڑھیں جو تقویٰ کی چادر ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہے۔ جو آپ کی حیاء کی حفاظت کرنے والی ہے۔"

(خطاب لجنہ اماء اللہ ہالینڈ از الفضل انٹرنیشنل 13-02-08)

"اگر تقویٰ ہو تو کبھی مسائل اتنے نہ بڑھیں جتنے اب بڑھ رہے ہیں۔ لڑکے بھی ماحول کے بد اثر سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ جب نیک لڑکی کی تلاش میں ہوں گے تو پھر لڑکوں کو خود بھی نیکی کی طرف مائل ہونا ہو گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ لڑکے تو آوارہ گردی میں مبتلا ہوں اور نیک لڑکیوں کی تلاش ہو۔ جب نیک لڑکی کی تلاش ہو گی تو خود بھی تقویٰ پر چلنا ہو گا۔ لڑکیاں بھی جب یہ دیکھیں گی کہ ہمارے رشتوں کی بنیاد نیکیوں پر ہے تو پھر وہ اپنی دنیاوی خواہشات کی بجائے اپنے غیر ضروری فیشنوں کی بجائے وہ نیکیوں پر قائم ہوں گی۔ ایک حد تک فیشن بھی جائز ہے، لباس کی خوبصورتی بھی جائز ہے، سنگھار بھی جائز ہے۔ لیکن جب یہ حد سے زیادہ بڑھ جائے تو پھر یہ تقویٰ سے دور ہٹا کر لے جاتا ہے۔ تو یہ دو طرفہ عمل ہے لڑکیوں کو بھی نیکیوں پر قدم مارنے ہوں گے اور لڑکوں کو بھی۔ اور ان کے ماں باپ کو بھی اس طرف توجہ دینی ہو گی کہ ہمارے بچے ایسے نیک ماحول میں پلیں، بڑھیں جہاں تقویٰ سب سے مقدم ہو۔ صرف عہدوں، اجلاسوں اور جلسوں پر یہ عہد دہرا دینا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے کافی نہیں ہو گا بلکہ اپنی عملی زندگی اس طرح بنانا ہو گی کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہو۔

(خطاب لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا از الفضل ربوہ 13-10-31)

"آپ کو قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی طرف مزید توجہ کرنے کی ضرورت ہے ہر احمدی خاتون اور لڑکی کو اصل عربی عبارت کے ساتھ قرآن پڑھنا آنا چاہیے پھر ان کو اس کے معانی اور تفسیر سیکھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عورتوں کو یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ صرف اپنے گھروں کا خیال رکھ لینا، کپڑے استری کر لینا یا کھانا پکا لینا ہی ان کی ذمہ داری ہے اور نہ ان خواتین کو جو دنیاوی نوکریاں کرتی ہیں مطمئن ہو جانا چاہئے کہ باہر کام کر کے انہوں نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ چونکہ وہ احمدی خواتین ہیں اس لئے ہماری تمام خواتین پر دینی لحاظ سے ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پس ان کو زیادہ سے زیادہ دینی علم حاصل کرنا چاہیے اور جو وہ سیکھیں اس پر عمل بھی کریں اور اپنے بچوں کو بھی سکھائیں اور مزید یہ کہ اپنے معاشرہ میں اسلام کی اصل اور پاکیزہ تعلیمات کو پھیلائیں۔"

(خطاب لجنہ اماء اللہ نیوزی لینڈ از الفضل ربوہ 13-12-04)

"اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہم پر احسان عظیم کرتے ہوئے ہمیں ایم ٹی اے اور جماعتی ویب سائٹس کی صورت میں ایک نعمت سے نوازا ہے آپ سب کو میرے تمام پروگرام دیکھنے چاہیں تاکہ آپ کو ہمیشہ حقیقی رہنمائی ملتی رہے اور آپ کو پتہ چلتا رہے کہ خلیفہ وقت آپ سے کیا توقعات رکھتا ہے۔ پروگرام دیکھ کر آپ کو خلیفہ وقت کے ارشادات اور نصائح پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ خلیفہ وقت سے جو کچھ بھی سیکھیں اس کو جذب کرنے والی بنیں اور ایسے پروگرام بنائیں جو آپ کے اندر مثبت تبدیلیاں پیدا کرنے میں مد ثابت ہوں۔"

(خطاب لجنہ اماء اللہ نیوزی لینڈ از الفضل ربوہ 13-12-04)

"یہ بہت ہی فکر انگیز بات ہے کہ آج کے معاشرہ میں ہماری بچیاں ماحول سے متاثر ہو کر اور کچھ سہیلیوں کے دباؤ میں آ کر بُرے ماحول کے اثرات قبول کرنے کی طرف مائل ہونے لگتی ہیں۔ ایک خراب عادت جو تیزی سے

ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں میں رواج پا رہی ہے وہ شیشہ (یعنی حقہ) کا استعمال ہے۔ جس کا میں نے حال ہی میں خطبہ جمعہ میں ذکر کیا تھا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ شیشہ ضرر رساں نہیں ہے اور اس کا بشمول مسلمانوں میں استعمال اکثر کھلے عام عوامی جگہوں میں اور ہوٹلوں میں کیا جاتا ہے جہاں مسلمان کھانا کھاتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شیشہ (حقہ) میں بھی ایسی چیزوں کی ملاوٹ کردی جاتی ہے جو نشہ پیدا کرتی ہے یا نشہ کی عادت ڈال دیتی ہیں جس کے لئے بار بار لوگوں کو طلب پیدا ہوتی ہے۔ مجھے بعض ایسے لڑکے اور لڑکیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے جو اپنے بڑوں کو کہتے ہیں کہ اس میں کوئی ضرر رساں چیز نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی ملاوٹ ہے اور اسی لئے یہ کھانے کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ جو بھی کہیں شیشہ پینا ایک بُرائی ہے اور میرے نزدیک یہ سگریٹ سے بدتر ہے۔ کیونکہ اگر کوئی سگریٹ پیتا ہے تو ارد گرد والوں کو علم ہو جاتا ہے اور وہ اُس شخص کو اس برائی سے بچنے میں مدد دے سکتے ہیں اور مزید یہ کہ سگریٹ کے پیکٹ پر درج کیا جاتا ہے کہ اس میں کیا اجزاء ہیں۔ مگر شیشہ میں تو بعض دفعہ خاموشی سے مضر اجزاء ملا دیئے جاتے ہیں تا کہ اس کی عادت پکی ہو۔ اگر نہ بھی ملاوٹ ہو تو بھی بہر حال شیشہ کا استعمال مضر ہے۔ اس وجہ سے آپ کے لئے ضروری ہے کہ دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں کہ اسے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ لجنہ کی ممبرات کو یہ کام ضرور کرنا چاہیے۔"

(خطاب ریفریشر کورس لجنہ یوکے 19.01.14 از الفضل انٹرنیشنل 25.01.14)

"اگر مردوں میں کمزوریاں ہیں تو نہ ہم اپنے آپ کو برباد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی نسلوں کو برباد کر سکتے ہیں پھر عورتوں کو خود میدان میں کودنا ہوگا۔ اپنے گھروں کو سنبھالنا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ عورت گھر کی نگران ہے بچوں کی تربیت کی ذمہ داری عورت پر ہے اور وہ پوچھی جائے گی۔ وہ نوجوان بچیاں جو بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اور جن کی سوچ پختہ ہوگئی ہے انھوں نے انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بھی بننا ہے ان کو ابھی سے سوچنا چاہیے کہ ان کا مقام کیا ہے اور ان پر کس قسم کی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ جہاں انہیں نیک نصیب ہونے اچھے خاوند ملنے کی دعائیں کرنی چاہئیں وہاں انہیں ان ضروریات کو پورا کرنے اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیے جو مستقبل میں ان پر پڑنے والی ہیں۔ پس جو شادی شدہ عورتیں ہیں، لڑکیاں ہیں، بچوں کی مائیں ہیں اگر سب نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا تو ایسے ماحول میں رہتے ہوئے جہاں آزادی کے نام پر بے حیائیاں کی جاتی ہیں۔ جہاں مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خدا سے بھی دوری پیدا ہو رہی ہے۔ جہاں خدا کے وجود پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکار کیا جا رہا ہے۔ تو پھر نہ آپ کے دین سے جڑے رہنے کی ضمانت ہے اور نہ آئندہ نسلوں کے دین سے جڑے رہنے کی ضمانت ہے۔"

(خطاب لجنہ اماء اللہ جرمنی 2014)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

29 : --------

مردم شماری حکومت کرتی ہے کہ ہماری آبادی ملک کی کتنی ہے۔ کتنے مرد ہیں، کتنی عورتیں ہیں، کتنے بچے ہیں۔ کس کس مذہب کے لوگ رہنے والے ہیں۔ ہر دس سال کے بعد کرتے ہیں۔ تو انڈیا میں 1901ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد کو کہا کہ ہمیں دوسرے مسلمانوں سے ممتاز کرنے کے لئے علیحدہ رکھنے کے لئے یہ بتانے کے لئے کہ ہم احمدی ہیں، احمدی مسلمان ہیں جنہوں نے مسیح موعود کو مانا ہے تو تم اپنے ساتھ احمدی مسلمان لکھنا۔ اس مردم شماری کے جب فارم آئے تو اس میں احمدی مسلمان لکھنا تا کہ پتا لگ جائے کہ ہم احمدی ہیں اور ملک کو بھی پتا لگ جائے کہ ہماری کتنی تعداد ہے؟ اس لئے احمدی نام رکھا گیا اور اس وقت سے رکھا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 11 جولائی تا 17 جولائی 2014ء صفحہ 12-11)

مرسلہ: مبشرہ حامد صاحبہ۔ مجلس درامن

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جدید دور کی معاشرے کی برائیوں کو دیکھتے ہوئے تربیت اولاد

فہمیدہ سہیل۔مجلس کلوفتہ

جدید دور بہت سی تبدیلیوں کا پیش خیمہ ہے۔یہ دور جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا کا دور ہے۔موبائل فون۔انٹرنیٹ۔اور کمپیوٹر کا بے دریغ استعمال ہو رہا ہے۔ٹو جی۔اور تھری جی جیسی جدید ٹیکنالوجی کی بدولت موبائل فون میں بھی انٹرنیٹ کا استعمال شروع ہو گیا ہے۔موبائل فون اس زمانے کی ایک اہم ضرورت بنتی جارہی ہے۔اور یہ آسانی سے اور کم قیمت پر ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے۔

انٹرنیٹ کو بلا شک وشبہ تاریخ انسانی کی سب سے اہم اور انقلابی ایجاد کہا جا سکتا ہے۔لیکن ہر ایجاد کا مفید استعمال اسی وقت ہو سکتا ہے جب اُس کو استعمال کرنے والا اپنی استعداد اور شے کی افادیت کے اعتبار سے کام لے۔ لیکن دیکھا جارہا ہے کہ ان کا استعمال فوائد سے زیادہ نقصان کا باعث بن رہا ہے۔بے حیائی اور فحاشی کو فروغ مل رہا ہے۔انٹرنیٹ چیٹنگ۔ویب ہائی چیٹنگ اور دوسرے بہت سے جرائم کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال ہو رہا ہے ۔فیس بک پر اپنی معلومات کا تبادلہ کرنا۔اپنا اسٹیٹس اپ ڈیٹ کرتے رہنا عام رواج پا گیا ہے۔۔اس کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ کئی لوگ دوسروں کے اسٹیٹس اور اُن کی روز کی ایکٹیویٹیز سے حسد اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔گھنٹوں کے حساب سے اس کا استعمال اعصابی کمزوری کا سبب بن رہا ہے۔اس کی دلچسپی کی وجہ سے دین سے بے رغبتی پیدا ہو رہی ہے۔ رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے صبح کی نماز کے لئے اٹھنا ایک مسئلہ بن گیا ہے اور سب سے بھیانک خرابی لڑکے لڑکیوں کے ناموں سے اپنے اکاؤنٹ بنا کر شریف گھرانے کی لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور اپنی ذاتی زندگی کا ایک دوسرے سے تبادلہ کرتے ہیں۔اور پھر اس کے نتائج اتنے بھیانک ہوتے ہیں کہ ہزاروں گھر اس کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں۔کئی شریف گھرانوں کی لڑکیاں بلیک میلنگ سے تنگ آکر خود کشیاں کرنے پر مجبور ہو جاتیں ہیں۔فیس بک سوشل میڈیا کی ایک ایسی ایجاد ہے جس کے نقصان زیادہ اور فوائد کم ہیں۔ان ایجادات کی بدولت انسانیت اور اخلاقیات کے لئے مہلک نظریات جو چند افراد تک محدود ہوا کرتے تھے اب اُن کی ایک لڑی بن گئی ہے جو معاشرے میں نئی نئی خرابیاں پیدا کررہی ہیں۔نوجوان نسل ان کی بدولت غلط صحبت کا شکار ہو رہی ہے۔سگریٹ نوشی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو ختم کرنے کے لئے مختلف انسٹیٹیوٹ اپنی تحقیات میں اس کے مہلک اثرات لوگوں کے سامنے لاتے رہتے ہیں اُن سب کو نظر انداز کر کے میڈیا نے ایک جدید قسم کا حقہ متعارف کروادیا ہے جس کو شیشہ کہا جاتا ہے اس میں تمباکو کے علاوہ کاربن مونو اکسائیڈ، آرسینک اور کیمیائی مادوں کا استعمال ہوتا ہے۔ستر فیصد نوجوانوں نے اس کے خطرات کو جانے بغیر فیشن کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔یہ مختلف قسم کے فلیور اور خوبصورت اشکال میں دستیاب ہے۔مسلم معاشرے میں تمباکو نوشی عورتوں کے لئے معیوب سمجھی جاتی ہے لیکن اس کو اس خوبصورتی کے ساتھ متعارف کرایا گیا ہے کہ نوجوان لڑکیاں بھی کھلے عام فیشن کے طور پر اس کا استعمال کرنا کوئی معیوب نہیں سمجھتیں۔فضولیات اور لغویات سے اعراض تقویٰ کی علامات میں سے ایک ہے۔اللہ تعالیٰ عبادالرحمٰن کی صفات میں بیان فرماتا ہے:۔

’’جب وہ لغویات کے پاس سے گذرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گذرتے ہیں۔‘‘ (الفرقان ۷۳)

ہم احمدی مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ہمارے خلفاء ہمیں خطبات کے ذریعے سے ہر آنے والے حالات اور معاشرہ میں جو خرابیاں جڑ پکڑ رہی ہیں ان کے متعلق تفصیل سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔اور اس کے بعد حضور کے ارشاد کی روشنی میں ہر جماعتی تنظیم اپنے دائرہ عمل میں والدین کو ان باتوں کی طرف توجہ دلاتی ہے اور رہنمائی بھی کرتی ہے کہ کس طرح ان برائیوں سے بچا جا سکتا ہے۔اور ان کا استعمال اپنے فائدے کے لئے کریں نہ کہ نقصان کیلئے۔ان سب کے متعلق قرآن، احادیث اور خلفاء کے کیا ارشادات ہیں ان کو بیان کرتی ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

''پھر انٹرنیٹ کا غلط استعمال ہے۔ یہ بھی ایک لحاظ سے آج کل کی بہت بڑی لغو چیز ہے۔اس نے بھی کئی گھروں کو اجاڑ دیا ہے۔۔ایک تو یہ رابطے کا بڑا سستا ذریعہ ہے اور پھر اس کے ذریعے بعض لوگ پھرتے پھراتے رہتے ہیں اور پتہ نہیں کہاں تک پہنچ جاتے ہیں۔شروع میں شغل کے طور پر سب کام ہو رہا ہوتا ہے پھر یہی شغل عادت بن جاتی ہے اور گلے کا ہار بن جاتا ہے۔چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ بھی ایک قسم کا نشہ ہے اور نشہ بھی لغویات میں ہے۔کیوں کہ جو اس پر بیٹھتے ہیں بعض دفعہ جب عادت پڑ جاتی ہے تو فضولیات کی تلاش میں گھنٹوں بلا وجہ بے مقصد وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں تو یہ سب چیزیں لغو ہیں۔'' (خطبات مسرور جلد۲ صفحہ ۵۹۳، ۵۹۴)

اچھی اور بری صحبت کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:۔

''نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں ایک کستوری اُٹھائے ہوئے ہو۔اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اس سے خرید لے گا۔ورنہ کم از کم تو اسکی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا۔اور بھٹی جھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بد بودار دھواں پائے گا۔''

(حدیقۃ الصالحین۔صفحہ ۲۳۱)

جیسا کہ حضرت مصلح موعود بھی فرماتے ہیں

''ماں اپنے بچے کو باہر بھیج کر خوش ہوتی ہے کہ مجھے کچھ فرصت مل گئی ہے۔ لیکن اُسے کیا معلوم ہے کہ میرا بچہ کن کن صحبتوں میں گیا اور مختلف نظاروں سے اُس نے اپنے اندر کیا برے نقش لئے جو اسکی آئندہ زندگی کے لئے نہائت ضرر رساں ہو سکتے ہیں۔پس احتیاط کرو کہ اس وقت کی تھوڑی احتیاط بہت سے آنے والے خطروں سے بچانے والی ہے۔''

(اوڑھنیوں والیوں کیلئے پھول۔۔صفحہ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لغویات سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے نہایت درد سے فرماتے ہیں :۔

''اے عقلمندو یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کو ترک کر دو۔ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت بنا لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا ہے اور آخر ہلاک کرتا ہے۔سو تم اس سے بچو۔ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کا استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمھارے جیسے نشے کے عادی اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔پرہیز گار انسان بن جاؤ تم خدا سے برکت پاؤ گے۔'' (کشتی نوح روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۷۰۔۷۱)

ان تمام عوامل کی بدولت لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہم کیا واضح اور معین لائحہ عمل بنائیں جس کی بدولت ہماری اولادیں ہمیں دنیا اور آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کا ذریعہ بنیں۔تمام والدین کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد نیک اور صالح ہو۔لیکن خواہشات کا حصول اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب خدا کا فضل چاہتے ہوئے اور اُس کی مدد کے طلب گار ہوتے ہوئے۔دائمی تلقین اور دعائیں کرتے ہوئے کچھ انسانی تدابیر اختیار کی جائیں۔اور بطور احمدی اپنے آپکو اور اپنی اولاد کو نظام جماعت سے ہر دم وابستہ کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

''اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم 66)

تربیت کے حوالے سے بچپن کا زمانہ انتہائی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ بچہ بہت چھوٹی عمر سے یا یوں کہہ لیجیے کہ پیدا ہوتے ہی گھر اور ارد گرد کے ماحول کا اثر قبول کرنا شروع کر دیتا ہے اس لئے بچپن سے ہی اس کو اسلامی اشعار کا عادی بنایا جائے۔اگر بچپن سے ہی کوشش کر لی جائے تو اس کے خوشگوار اثرات جوانی کی عمر میں ضرور نظر آتے ہیں۔

لیکن انسان فطری طور پر کمزور ہے اُس کو ہر لحہ راہنمائی کی ضرورت رہتی ہے اور لڑکپن کا وقت ایک بچے کے لئے نفسیاتی طور پر انتہائی کمزور وقت ہوتا ہے۔اس وقت میں وہ گھر کی دنیا سے نکل کر باہر کے ماحول کو بھی سمجھ رہا ہوتا ہے۔اس وقت والدین کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ دوستانہ رویّہ رکھتے ہوئے غیر محسوس طریق پر نگرانی کریں کہ۔اُن کی صحبت کیسی ہے؟ وہ اپنے وقت کا استعمال کیسے کر رہے ہیں؟ کوئی خلافِ شریعت کام تو نہیں کر رہے۔؟ کوئی اُن سے غیر اخلاقی حرکت تو سرزد نہیں ہو رہی؟ اگر خدانخواستہ وہ اپنے بچوں میں کوئی بھی منفی عمل دیکھیں۔تو دعا کا سہارا لیتے ہوئے حکمت عملی کو اپناتے ہوئے پیار اور محبت کے ساتھ نصیحت کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''بچوں کے اخلاق کی درستی میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ نہ تو اتنی تنگی کرنی چاہیے کہ وہ کسی سے مل ہی نہ سکیں اور نہ ہی اتنی آزادی دینی چاہیے کہ وہ جو چاہے کرتے پھریں اور اُن کی نگہداشت نہ کی جائے۔ ماں باپ بچوں سے ناجائز محبت نہ کریں اگر اُن کے بچے کے متعلق کوئی شکائیت کرے تو اسکی اصلاح کی کوشش کریں۔ اگر بچہ جھوٹ بولتا ہے یا چوری کرتا ہے۔ یا کوئی اور بدی اس میں ہے تو اسے سرزنش کریں۔ لیکن ایسی سختی بھی نہ ہو کہ بچہ ان سے چھپ کر بدی کرنے لگے۔'' (اوڑھنیوں والیوں کے لئے پھول سے ماخوذ)

بچوں کو نماز باجماعت کا عادی بنانا اور اس کی پختہ عادت ڈالنا بھی تربیت اولاد کا ایک سنہری گر ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''نماز کو اس کی سب شرائط کے ساتھ ادا کر۔ یقیناً نماز سب بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد یقیناً اور سب کاموں سے بڑی ہے اور اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کو جانتا ہے۔'' (سورہ عنکبوت آیت 46)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''نماز روحانی جسم کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے۔ پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو۔ اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ۔ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔ میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ اگر میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ کی پوری پوری تشریح نہ کر سکوں تو میں اپنا قصور سمجھوں گا ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقع ہاتھ سے نہیں گیا۔ نیکی کے متعلق نماز کے مؤثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بداعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے۔ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جاسکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔'' (تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 653.....651)

معاشرے کی لغویات سے بچانے کیلئے بچوں کو زیادہ سے زیادہ گھر میں رہنے کا عادی بنائیں اسکے لئے بہت ضروری ہے کہ گھروں کا ماحول ایسا ہو کہ جس میں بچہ کے لئے ایک کشش اور محبت ہو اور وہ گھر کو ایک محفوظ پناہ گاہ سمجھے۔

حضرت مصلح موعودؓ والدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اپنے بچوں کو کبھی آوارہ نہ پھرنے دو، اُن کو آزاد نہ ہونے دو کہ حدود اللہ کو توڑنے لگیں۔ ان کے کاموں کو انضباط کے اندر رکھو۔ ہر وقت نگرانی رکھو۔ اپنے ننھے بچوں کو اپنی نوکرانیوں کے سپرد کر کے بالکل بے پرواہ نہ ہو جاؤ کہ بہت سی خرابیاں صرف ابتدائی غفلت سے پیدا ہوتی ہیں۔''

(اوڑھنیوں والیوں کیلئے پھول۔ صفحہ 2)

والدین کا اپنا نیک نمونہ بچوں اور عملی اصلاح اولاد کی تربیت میں ایک اہم جز ہے۔ نصیحت کرنے والے کی نصیحت اسی وقت موثر ہو گی جب نصیحت کرنے والے کا اپنا نمونہ اُس کے مطابق ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''پس وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔''

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 109)

تربیت اولاد کی زیادہ تر ذِمّہ داری ماں کے ذِمّے آتی ہے۔ اسلئے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اس معاشرے کی لغویات سے بچنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔ نئی ایجادات کا علم سیکھتے ہوئے ان کے فوائد اور نقصانات کے بارے میں دوستانہ طریق پر بچوں سے بات کریں کہ کس طرح ان بدعادات کیوجہ سے معاشرے میں بے چینی اور انتشار پھیل رہا ہے بچوں کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھتے ہوئے انہیں اس بات کا عادی بنائیں کہ وہ ہر بات بغیر جھجک کے کہہ سکے۔ خلیفہ وقت کی ہدایات پر عمل کریں اور ہر نصیحت کو اپنے لئے سمجھتے ہوئے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ خلیفہ وقت کے ساتھ وابستگی پیدا کرنے کے لئے بچوں کو دعائیہ خطوط لکھنے کی ترغیب کریں۔ بچوں کو روحانی بیماریوں سے بچانا بہرحال والدین کی ہی

ذمہ داری ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''ذِمّہ داری ہماری یہ ہے کہ ہم ایسا انتظام کر جائیں کہ آئندہ روحانی امراض نہ پھیلیں۔ یہ کسطرح ہوسکتا ہے؟ اسطرح کہ ہم اپنی اولاد کو ان بیماریوں سے محفوظ کر جائیں وہ آگے اپنی اولاد کو اور وہ اپنی اولاد کو اس طرح یہ سلسلہ چلتا جائے۔ غرض ہمیں چاہیے کہ پہلے ہم اپنی بیماریوں کو دور کریں۔ پھر اپنے ہمسائیوں کی بیماریاں دور کریں۔ پھر سارے ملک کی بیماریوں کو دور کردیں۔ اور پھر ساری دنیا کی بیماریوں کو اور اسی پر بس نہ کریں حفظ ماتقدم کا بھی انتظام کر جائیں اور یہ ہم اسطرح کر سکتے ہیں کہ اپنی اولاد کو محفوظ کر جائیں اور وہ اسطرح کہ انکی تعلیم وتربیت کا پورا پورا انتظام کریں تا کہ ان میں امراض نہ پیدا ہوں اور اسطرح شیطان کو ہمیشہ کیلئے ماردیں۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن تھا کہ وہ شیطان کو ماردے گا۔ اور جب تک ہم یہ نہ کریں ہمارے چندے۔ ہماری نمازیں۔ ہمارے روزے۔ ہمارے حج۔ ہماری زکوۃ کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ اگر ہم نے اس مشن کو پورا کرلیا توسمجھ لو کہ ہماری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔''

(نجات تقریر جلسہ سالانہ 27دسمبر 1932 صفحہ 17,18)

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام والدین کی اولاد اُن کے لئے قراۃ العین ہو۔ آمین

بقیہ صفحہ 28 :

اپنے لشکر کو ڈھونڈ کر اسے جمع کیا، دُشمن کا مقابلہ کیا، فتح پائی اور پھر بہت عرصہ تک ایک بڑے علاقے پر حکومت کی۔

بظاہر ایک معمولی کیڑا اگر دُنیاوی انسانی بادشاہ کو ہمّت اور حوصلے کا درس دے سکتا ہے تو، اسکے ساتھ، زمین میں موجود خشکی کے ایک عظیم جانور یعنی ہاتھی کی موت کا سبب بنتی ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہ چھوٹا سا کیڑا اتنے بڑے جانور کی سونڈھ میں جا کر کاٹتا ہے اور ہاتھی تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا ہے۔۔ اللہ اکبر۔

ہر شے میں وہی ہے جلوہ نما

صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ

ہے صبرو رضا کا مطلب کیا

بس لآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه

کرتے ہیں اُسی کی حمدوثنا یہ شمس وقمر یہ ارض وسما

گلشن، وادی، صحراء دریا ہر ایک اُسی کا مدح سرا

جو کچھ مِلا اُس سے ہی مِلا حق اس کا بھلا ہو کیسے ادا

ہر چیز سے بڑھ کر اس کی رضا ہے صبرو رضا کا مطلب کیا

بس لآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه

وہ حُسنِ مجسم نورِ ازل وہ زندہ حقیقت ٹھوس اٹل

ہر شے کی حقیقت پَل دو پَل آیا جو یہاں وہ چَل سو چَل

باقی ہے اگر تو نامِ خدا

بس لآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه

کانوں کی سماعت لَب کی نوا ہاتھوں کی سکت قدموں کی بناء

آنکھوں کی صفاء ذہنوں کی جلا ادراک کی قوت فہم وذکاء

یہ حُسنِ طلب یہ ذوقِ دعا یہ عرضِ تمنا، طرزِ ادا

ہر شے ہے اُسی کی جودو عطا وہ رحمتِ کُل مَیں صرف خطا

ہر دَرد کا درماں رُوحِ شفاء

کیا؟ لآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه

(از ہے دَراز دَستِ دُعا مرا صفحہ 19 20)

تعارف کتاب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ضرورۃ الامام

صدیقہ وسیم۔ مجلس فرید کستاد

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کردہ ایک مختصر سی کتاب ہے مگر آج کی ضرورت کے حساب سے بہت ہی اہم ہے۔ جو آپ نے ڈیڑھ دن میں بڑے درد سے تحریر کی تھی اس کتاب کو آپ نے اپنے ایک دوست کی اجتہادی غلطی کو دور کرنے کے لئے لکھا تھا۔ اس میں آپ نے ایک ایسی بات کی وضاحت کی ہے جس پر لوگ آج بھی ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ مثلاً ایک دو سچے خواب کیا آ گئے خود کو ولی اللہ سمجھ بیٹھے یا کسی نبی یا مسیح کی ضرورت سے ہی منکر ہو گئے کہ کیا ہم کسی سے کم ہیں۔

اس کتاب کا آغاز آپؑ نے صحیح بخاری کی حدیث سے کیا ہے وہ یہ کہ

''جو شخص اپنے زمانے کے امام کو شناخت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے''

اس کتاب میں آپ نے بہت مدلّل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اِمَامُ الزَّماں کون ہوتا ہے اور اس کی علامات کیا ہیں اور اس کو دوسرے ملہموں یا خواب بینوں سے یا اہل کشف پر کیا فوقیت حاصل ہے۔ صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجْعَلنا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

(الفرقان آیت 75)

پس اگر ہر ایک متقی امام ہے تو پھر تمام متقی مومن امام ہی ہوئے۔ ایک دو سچی خواب کا آنا اس بات کی علامت نہیں کہ وہ امام الزماں ہے بلکہ قرآن پاک میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں فرشتے انہیں بشارات اور الہامات سناتے رہتے ہیں جیسا کہ موسیٰ کی ماں کو بذریعہ اِلہام تسلی دی تھی۔ قرآن ظاہر کر رہا ہے کہ اس قسم کے الہامات یا خوابیں عام مومنوں کے لئے ایک روحانی نعمت ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں ان اِلہامات یا خوابوں کے آنے سے وہ امام وقت سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس مقام تقویٰ پر فائز نہیں ہو جاتے جہاں ان کو کسی امام کو ماننے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ ان کے لئے بھی امام وقت کو ماننا اتنا ہی ضروری ہوتا ہے جتنا کسی اور کے لئے۔ اس کتاب میں آپؑ ایک مثال بیان کرتے ہیں جو صدر اسلام میں درج ہے۔ ایک شخص جو قرآن کا کاتب تھا اس کو بعض دفعہ نور نبوت کی قربت کی وجہ سے قرآنی آیات کا اس وقت میں الہام ہو جاتا تھا جبکہ امام یعنی رسول کریم ﷺ اس کو لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دن اس نے خیال کیا کہ میرے اور رسول پاک ﷺ میں کیا فرق ہے مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس خیال سے وہ ہلاک ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ قبر نے بھی اس کو باہر پھینک دیا۔ جیسا کہ بلعم ہلاک کیا گیا (بلعم حضرت موسیٰ کے دور میں ایک ولی اللہ تھا اس کو سچے خواب آتے تھے خدا سے الہامات اور مکاشفات بھی ہوتے تھے مگر جب نبی کے سامنے کھڑا ہوا تو ہلاک ہوا)۔ اس کتاب میں آپ نے اویس قرنی اور دوسرے بہت سے نیک بزرگوں کے حوالے دیئے ہیں جن کو سچی خوابیں اور کشف و الہامات ہوتے تھے مگر ان میں سے کسی نے بھی اپنے آپ کو امامت کا درجہ نہیں دیا بلکہ ان اِلہامات کو قرآن کے مطابق اِنعامِ الٰہی تصور کیا اور نیکوں میں شمار ہوئے مگر افسوس ان ملہدوں اور خواب بینوں پر جو ایک دو خوابوں کے سچا ہونے پر ہی امامت کے منکر ہو گئے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ اُمّتِ محمّدیہ میں ایک کیا دو کیا بلکہ کروڑوں ایسے لوگ ہوں گے جنکو سچی خوابیں اور اِلہامات ہوتے ہوں گے۔ قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ اِمَامُ الزَّمان کے وقت میں اگر کسی کو کوئی سچی خواب یا اِلہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پرتَو ہوتا ہے جو مستعد دلوں پر پڑتا ہے۔

''حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی امام الزمان دنیا میں آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش کی لذت عطا کی جاتی ہے اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے۔ اور یہ تمام باتیں درحقیقت اس انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے'' (روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ 475-474)

یہ ایک عام قانون ہے جو ہمیں قرآن اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور ذاتی تجارب سے ہم نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کو اس سے بھی بڑھ کر خصوصیت حاصل ہے وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث

نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں یہ انتشار روحانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح کی روحانیت کا پرتو ہوگا۔ جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے اور اگر چونا اور قلعی سے صاف کی گئی ہو تو پھر تو اور بھی زیادہ چمکتی ہے اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو اس کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے۔ کیونکہ سورج کے غروب ہو جانے کے بعد پھر اس روشنی کا نام ونشان نہیں رہتا۔ پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔

آپ نے بہت واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ امام الزماں اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کی روحانی تربیت کا خود خدا متولیّ ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے اور ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اِعتراض کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لیکر اس مسافر خانہ میں آئی ہے اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں آتا وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کو دوبارہ فتح دے، اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجے کے قویٰ بخشے جاتے ہیں اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں ان کو عطا کئے جاتے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 477)

آپ نے ان تمام خوبیوں کا ذکر کیا ہے جس سے ایک عام شخص زمانے کے امام کو پہچان سکتا ہے۔

اول قوت اخلاق: کیونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں، سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا کہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ ہوں۔

دوئم قوت امامت: یعنی نیک باتوں یا نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبت الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق یعنی روح اس کی کسی نقصان کو پسند نہ کرے اور کسی حالت ناقصہ پر راضی نہ ہو۔ اور اس بات سے اس کو درد پہنچے اور دکھ میں پڑے کہ وہ ترقی سے روکا جائے۔ یہ ایک فطرتی قوت ہے جو امام میں ہوتی ہے۔

سوئم بسطت فی العلم: یعنی اس کے زمانے میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو اس کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اس کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے۔

چوتھی قوت عزم: عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ ناامید ہونا اور نہ ارادہ میں سست ہو جانا۔ بعض اوقات نبیوں اور مرسلوں کو بھی ایسے ابتلاء پیش آتے ہیں جب وہ بعض ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا خدا نے ان کو چھوڑ دیا ہے، اور بسا اوقات ایک مدت تک وحی نہیں ہوتی ان کی بعض پیشگوئیاں ابتلاء کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا، بسا اوقات وہ دنیا میں متروک اور مخذول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص جو ان کو گالی دیتا ہے تو گویا خیال کرتا ہے کہ وہ ثواب کا کام کر رہا ہے۔ لیکن ایسے وقتوں میں ان کا عزم آزمایا جاتا ہے۔ وہ ہرگز ان آزمائشوں سے بے دل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں یہاں تک کہ نصرت الٰہی کا وقت آ جاتا ہے۔

پانچویں اقبال علی اللہ: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور بلاؤں کے وقت نیز اس وقت کہ جب سخت دشمن کے مقابلہ آ پڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو یا کسی فتح کی ضرورت ہو خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں، پھر ایسے جھکتے ہیں کہ ان کے صدق اخلاص اور محبت، وفا اور عزم لا ینفک سے بھری دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور پڑ جاتا ہے۔ جس طرح شدت کی گرمی کے بعد آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح دعاؤں کے اثر سے خدا کی تقدیر کی ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی ہیں۔

چھٹی کشوف اور الہامات: امام الزماں اکثر کشوف اور الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے۔ اماالزماں کے کشوف اور الہامات صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ نصرت دین اور اور تقویت ایمان کے لئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے۔

آپ نے سچے الہامات کی دس علامات بیان کی جو درج ذیل ہیں:۔

ا۔ وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کے انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر

مصفّا پانی کی طرح خدا کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہذا تم بھی اس کو غمناک دل سے پڑھو۔

2۔ سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے۔ اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

3۔ سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے۔ اور قوت اور رعب ناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتی ہے۔

4۔ سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

5۔ سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

6۔ سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے۔ اور اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ بنتا ہے۔

7۔ سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس کی مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

8۔ سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذِلّت کے ساتھ شکست دے گا۔

9۔ سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

10۔ سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے برکتیں دی جاتی ہیں اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ 489.490)

آخر میں آپؑ بتاتے ہیں کہ اس زمانے میں اِمامُ الزّماں میں ہوں جس کی پیروی تمام مسلمانوں، زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا ہے۔ اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ نیز آپ اپنی سچائی کی دلیل میں اپنے حَکم ہونے کے چار نشان جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دیئے ہیں بیان کرتے ہیں۔

1۔ میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

2۔ میں قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

3۔ میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔

4۔ میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 496.497)

اس کتاب کے آخر میں آپ بیعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بیعت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم و معارف اور برکات اس کے عوض لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے۔ اس لئے اس کتاب کو پڑھنا اور اپنے زیر تبلیغ لوگوں کو دینا بہت ضروری ہے تاکہ اگر وہ نیک فطرت ہیں تو اس حدیث کے مصداق جاہلیت کی موت مرنے کی بجائے ایمان کی حالت میں اس دنیا سے جائیں۔

کتاب میں سے چند مشکل الفاظ کے معانی:

انبساط:	خوشی۔ پھیلنا۔ کِھلنا
تفقُّہ:	علم فقہ جاننا۔ عقلمند ہونا
مستغنی:	بے پرواہ۔ دولت مند۔ مال دار
متروک:	چھوڑا ہوا۔ ترک کرنا
مخذول:	ذلیل کیا گیا۔ ذلیل و رسوا
دقیق:	باریک۔ نازک۔ مشکل

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

معلوماتی اور تاریخی

چیونٹی

نبیلہ رفیق ۔مجلس درامن

چیونٹی جو دیکھنے میں انتہائی حقیر اور بے حقیقت کیڑ ا نظر آتا ہے۔عقل ودانش میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چیونٹیوں کی ایک ہزار سے زائد اقسام ہیں۔اس کی عمومی طور پر عمر سات سال ہوتی ہے۔اجتماعی زندگی،ذخیرہ اندوزی،معماری سپاہ گری مکاشت کاری اور غلام گری کے فرائض نہائیت عقل مندی سے سر انجام دیتی ہے۔حواسِ خمسہ کے علاوہ چیونٹی کے چار جبڑے،انتڑیاں،دُم میں ایک چھوٹا سا ڈنگ اور پہلوؤں میں سانس لینے کے لئے دو سوراخ ہوتے ہیں۔ یہ سوراخ ہوا جذب کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ جو ہوا کو مزید آگے بیشمار نالیوں میں بھیجتے ہیں۔چیونٹی کے جسم میں ان نالیوں کا جال بالکل ایسے ہی بچھا ہوتا ہے جیسے کہ پتّے میں رگیں بچھی ہوتی ہیں۔

چیونٹیاں اپنا بل بناتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتی ہیں کہ بل کا سوراخ سورج کی طرف یعنی مشرق کی طرف ہو۔اسی لئے جنگل میں جب سورج کے نکلنے کی سمت دریافت کرنا ہوتی ہے تو، اس بات سے واقف راہ گیر چیونٹیوں کے بلوں کو ڈھونڈتے ہیں۔جس رُخ پر بل ہوگا،اسی رُخ پر سورج نکلتا ہوگا۔

چیونٹیوں کے قبیلے میں بھی شہد کی مکھیوں کی طرح عہدیداری کا نظام چلتا ہے۔جن میں، ملکہ،مزدور اور سپاہی وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ملکہ کا کام انڈے دینا ہے، بعد میں یہ انڈے مزدوروں کی مدد سے ایک محفوظ مقام پر اکھٹا کر دیئے جاتے ہیں چیونٹی اپنے سے تین سو گُنا زیادہ وزن اُٹھا سکتی ہے۔اور دن کا زیادہ وقت وہ سامان ڈھونے میں صرف کرتی ہے۔اور یہ وزن کیا ہوتا ہے۔اپنے قبیلے کے لئے کھانے کا سامان اکھٹا کرنا۔یہی وہ کھانا ہوتا ہے جو مشکل کے وقت ان کے کام آتا ہے۔مزدوروں کے کاموں میں فرش بنانا بھی ہوتا ہے جو وہ درختوں کے پتّے بھگو کر بنایا جاتا ہے۔زمینی وسماوی آفات کے وقت ہر بل کی چیونٹی،اپنے بل کے ساتھی کو سونگھ کر پہچان لیتی ہے۔جب کوئی چیونٹی زخمی ہوتی ہے تو فوراً دوسری اپنے لعابِ دہن کو دھاگے کی شکل میں منہ سے نکالتی ہے اور چوٹ والے حصے کو سی دیتی ہے۔

چیونٹیاں اپنے کھانے میں پودوں کے رس کو شامل رکھتی ہیں۔کچھ رس تو وہ پی لیتی ہیں مگران کے ہاں ایک اور کام بھی بڑی مہارت سے کیا جاتا ہے اور وہ جوس کی زخیرہ اندوزی ہے۔زائد رس کو وہ اپنے آس پاس پڑی مردہ چیونٹیوں کے جسم میں بھر دیتی ہیں۔جو بعد میں بوقت ضرورت کام آتا ہے۔

جرمنی کا شاعر ،،گوئٹے،،کا کہنا ہے کہ محنت،صبر اور استقلال سے انسانیت کی تعمیر ہوتی ہے۔اور یہ ہر سہ صفات چیونٹی میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

مڈل اسکول کی تاریخ کی کتاب میں **ہندوستان کے ایک بادشاہ تیمور لنگ** پر بیتی جانے والی ایک کہانی لکھی ہوئی تھی، جسے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی بظاہر ایک حقیر ترین کیڑے سے انسان خیر البشر کی بے بسی کا احساس ضرور ہوتا ہے۔**کہانی کچھ یوں** ہے کہ تیمور لنگ بادشاہ وقت ہندوستان اپنے دُشمنوں سے شکست کھا کر اپنی جان بچانے کی کوشش میں اپنے لشکر سے بچھڑ گیا۔پے در پے شکستوں نے اب اسکی ہمت توڑ دی تھی۔ایک جان بچانے کی فکر دوسری شکست کی ذّلت کا غم بھی تھا۔صحراؤں اور جنگلات میں سے بھاگتے ہوئے اسے ایک پانی کا حوض نظر آیا۔جس کے کنارے وہ انتہائی مغموم دل لئے اپنے مستقبل کی شکستگی لئے بیٹھ گیا۔

اسکے آگے اب دُنیا بالکل اندھیر تھی۔کوئی رستہ نہیں سوجھتا تھا۔اچانک اسکی نظر کے احاطے میں حوض کی دیوار پر رینگتی ہوئی ایک چیونٹی آ گئی جو ایک پتہ اُٹھا کر دیوار پر چڑھنا چاہ رہی تھی۔مگر پتہ اسکے منہ سے چھُٹ گیا اور پانی میں گر گیا۔چیونٹی نے دوبارہ ہمت کر کے وہ پتہ اُٹھایا، چیونٹی کے ساتھ کئی مرتبہ ہوا۔کتنی مرتبہ چیونٹی کے ہاتھ سے اُس کا مال گرا مگر وہ بار بار اسے لینے کے لئے ہمّت کرتی رہی۔آخر کار وہ چیونٹی اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی گئی۔

تیمور لنگ مسلسل یہ نظارہ دیکھتا رہا۔جب چیونٹی نے اپنا مقصد پا لیا تو اس عظیم بادشاہ کے جسم میں بھی جھرجھری سی پیدا ہوئی کہ کیا وہ اس حقیر کیڑے سے بھی گیا گزرا ہے۔اگر یہ بار بار محنت کر کے اپنی منزل پا سکتا ہے تو میں کیوں نہیں کر سکتا۔لھٰذا وہ ایک عزم کے ساتھ اُٹھا اپنے ذہن، جذبات، ہمت اور امید کو اکٹھا کیا۔

بقیہ صفحہ 24 پر۔۔۔۔

احمدی نوجوان بچوں اور بچیوں کی ہدایت کے لئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے زریں نصائح بصورت سوال و جواب

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2014

☆ **ایک واقف نے سوال کیا** کہ رمضان کے روزے رکھنے کی عمر کتنی ہوتی ہے یا کب سے روزے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ اگر تو صحت مند جسم ہے تمہاری طرح کا تو تم روزے رکھ سکتے ہو۔ جب برداشت کر سکتے ہو تو رکھ لو۔ لیکن یہ جو گرمیوں کے روزے ہیں لمبے ہوتے ہیں ان میں طلباء کو احتیاط کرنی چاہئے۔ اگر برداشت کر سکتے ہو تو تھوڑے تھوڑے روزے رکھ کر عادت ڈال لینی چاہئے اور اگر امتحان ہوں تو ان میں بہر حال ایک بوجھ پڑ رہا ہوتا ہے اس لئے ان دنوں میں پھر نہ رکھو۔ لیکن جب تم جوان ہو گئے، سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ ہو گئے تو پھر تمہارے اوپر فرض بن ہی جاتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ کوئی معین عمر تو کہیں نہیں لکھی ہوئی لیکن بہر حال عادت ڈال لینی چاہئے۔ بچپن میں، بالکل چھوٹی عمر میں بچوں کو نہیں کہنا چاہئے کہ روزہ رکھیں۔ بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ کم عمر بچوں کو روزہ رکھوا دیتے ہیں۔ لمبے دن ہوتے ہیں۔ بچہ پیاس سے تڑپ رہا ہوتا ہے اس کو کمرے میں بند کر دیتے ہیں اور شام کو جب دروازہ کھولتے ہیں تو بچہ مرا پڑا ہوتا ہے تو یہ بھی ظلم ہے اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ اس لئے جب تک تمہیں برداشت ہو رکھ لو۔ ایک آدھ روزہ رکھ سکتے ہو۔ جس دن موسم ٹھنڈا ہو اُس دن رکھ لیا کرو۔ آجکل تمہاری عمر کسی بھی روزے کے فرض ہونے کی نہیں ہے۔

☆ **ایک واقف نے سوال کیا** کہ جب آدمی گھر کے اندر باجماعت نماز پڑھا رہا ہو اور اس کے پیچھے عورتیں ہوں تو پھر آدمی نے ہی کیوں تکبیر کہنی ہوتی ہے۔ عورت کیوں نہیں کہہ سکتی؟

اس سوال کے جواب میں **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ اگر امام کے پیچھے صرف گھر کی عورتیں ہیں تو وہ تکبیر کہہ سکتی ہیں۔

☆ **ایک واقف نو بچے نے سوال کیا** کہ قرآن مجید میں سورۃ الرحمٰن میں جنّ وانس کا ذکر ہے۔ انس سے مراد انسان اور جنّوں سے مراد کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں **حضورانور نے فرمایا:** جنوں سے مراد بہت ساری چیزیں ہو سکتی ہیں۔ کوئی بھی چھپی ہوئی چیز جو ہے اسے جنّ کہتے ہیں۔ اس لئے حدیث میں بیکٹیریا کے لئے بھی جنّ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور حدیث میں ذکر ہے کہ اگر تمہیں باہر جنگل میں رفع حاجت کے بعد صفائی کرنی پڑے تو اگر کوئی ہڈی مل جائے تو اس کے ساتھ نہ کرو کیونکہ اس میں جراثیم ہوتے ہیں۔ چھپی ہوئی چیزیں ہوتی ہیں اس لئے ان کے بجائے پتھر استعمال کرو۔

حضورانور نے فرمایا: اسی طرح پہاڑوں میں چھپے ہوئے لوگوں کو بھی جنّ کہتے ہیں۔ بڑے لوگ جو دنیا میں سامنے نہیں آتے وہ بھی جنّ ہیں تو اس طرح بعض انسان، جنّ اس لحاظ سے بھی ہوتے ہیں کہ وہ عام انسانوں سے اپنے آپ کو ذرا اوپر سمجھتے ہیں۔ تو اس طرح مختلف قسم کی کیٹیگریز ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر چھپی ہوئی چیز یا اپنے آپ کو دوسرے سے علیحدہ رکھنے والے جو لوگ ہیں ان کے لئے جنّ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

☆ **ایک واقف نو بچے نے سوال کیا** کہ جماعت کی طرف سے جو کیلنڈر ملتے ہیں ان پر آیات لکھی ہوتی ہیں یا خلفاء کی تصاویر ہوتی ہیں۔ جب سال گزر جاتا ہے تو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ اس کو اگر سٹور نہیں کر سکتے تو جلا دیا کرو یا shred کر دیا کرو۔ یہاں شریڈر (shreder) ملتے ہیں ان میں ڈال دو۔ ہر گھر میں تو شریڈر نہیں ہوتا اس لئے تم جلا دیا کرو۔

☆ **ایک واقف نو بچے نے سوال کیا** کہ جماعت احمدیہ کا جو نام ہے یہ کس نے رکھا ہے اور کیسے رکھا گیا؟

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ یہ نام حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے ہی رکھا ہے اور 1901ء میں جب مردم شماری ہوئی۔ یہاں جرمنی میں مردم شماری کو Volkszahlung کہتے ہیں۔

--------- 20

انٹرویو محترمہ نذیرہ بانو بیگم صاحبہ

اللہ کے فضل سے محترمہ نذیرہ بانو بیگم صاحبہ جوایک صحابی اور ایک صحابیہ کی اولاد ہیں ہم میں موجود ہیں۔جنہوں نے قادیان کے بابرکت ماحول میں پرورش پائی۔وہ اپنی زندگی،قادیان اوراس کے پاکیزہ ماحول کے حوالے سے اپنی یاداشتیں ہمیں بتائیں گی۔

ا۔قارئین کوآپ اپنا تعارف کیسے کروانا چاہیں گی؟

ج۔ میری دادی کا نام بیگم بی بی ہے۔اوروہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہیں۔خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے محترم نانا صاحب اور محترمہ نانی صاحبہ کے ساتھ میری دادی جان کی قبر ہے۔ہم ایک دفعہ دعا کرنے کے لئے کھڑے تھے تو خلیفہ الرابعؒ نے جب دیکھا تو پوچھا کہ کس کی قبر ہے میں نے کہا دادی جان کی قبر ہے تو فرمایا کہ آؤ دعا کریں۔

میرے والد صاحب کا نام عبدالرحیم عرف پولا ہے۔وہ بتاتے ہیں کہ مسجد مبارک میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور میں ان کے پاؤں دبا رہا تھا۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اُٹھ کرمیرا ہاتھ پکڑ کرفرمایا: میاں تمہارے ہاتھ اتنے پولے (یعنی نرم) ہیں تم پہلوانی کیسے کرتے ہو۔تو آپ عبدالرحیم عرف پولا کے نام سے مشہور ہوگئے۔ **میری والدہ کا نام مہراں بی بی تھا۔**

2۔آپ کتنے بہن بھائی ہیں؟

ج۔ ہم خدا کے فضل سے چھ بہنیں اور ایک بھائی ہیں اور میں سب سے چھوٹی ہوں۔باقی سب وفات پا چکے ہیں۔

3۔آپ کے خاندان میں احمدیت کب اور کیسے آئی؟

ج۔: میری دادی جان، میرے والد صاحب اور والدہ صاحبہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی ہیں۔قادیان میں ہم پہلے سے آباد تھے۔ ہمارے والد صاحب بتاتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو پہلے سے جانتے تھے کہ بہت نیک اور اچھے ہیں۔لیکن جب انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو میرے دادا جان نماز پڑھ کر گھر آئے ہیں تو انہوں نے گھر آ کر میری دادی جان سے کہا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے جنہیں ہم بہت نیک بزرگ مانتے تھے اب انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔تو میری دادی جان نے اسی وقت کہا کہ جب آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے تو آپ بغیر بیعت کئے گھر کیوں آئے ہیں۔آپ نے اور بیٹوں نے بیعت کیوں نہیں کی۔دادا جان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ گھروں میں ناراضگیاں ہوجاتی ہیں گھر جا کر مشورہ کر کے پھر بیعت کریں گے۔دادی جان کہتی ہیں کہ اگر اتنی مہلت ہی نہ ملے تو پھر مشورہ کا کیا فائدہ، آپ نے اُسی وقت ہی بیعت کر کے آنی تھی۔ وہی بات ہوئی میرے دادا رات کو بیٹھے چھوٹے چھوٹے آم چوس رہے تھے۔قدرت خدا کی کہ آم چوستے چوستے ایک گٹھلی ان کے گلے میں پھنس گئی اور ایسی پھنسی کہ ان کا سانس رک گیا اور ان کی وفات ہوگئی۔میری دادی جان نے ان کی تدفین کے بعد اپنے بچوں کو کہا کہ اٹھو ابھی چلتے ہیں اور جا کر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرتے ہیں۔دیکھو کہ یہ وقت بھی نکل نہ جائے۔

پھر میری دادی جان نے اپنی پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ساتھ لئے اور خود جا کر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بیعت کی۔ میری دادی جان بتاتی ہیں کہ ہم جمعہ کو جاتے تھے جا کر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور نماز کے بعد حضور صحن میں جہاں سیّدہ حضرت اماں جان کا پلنگ تھا اس پر آ کر بیٹھ جاتے اور عورتوں میں نصیحت فرماتے۔میری والدہ باوجود ان پڑھ ہونے کے انہیں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تعلیم زبانی یاد ہوتی تھی۔میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی بات ہوتی تھی تو کہتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے۔پھر میری دادی جان میری والدہ صاحبہ کو اشارہ کرتیں کہ پاؤں دباؤ۔وہ کہتی کہ میں جتنی دیر بیٹھی رہتی میں حضرت مسیح موعودؑ کے پاؤں دباتی رہتی تھی۔یہ اعزاز اللہ نے عطا کیا اور ہمیں اور ہماری نسلوں کوخلافت اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے خاندان سے وابستہ کیا۔الحمدللہ

4۔آپ کی پرورش میں سب سے زیادہ کس شخصیت کا دخل ہے؟

ج۔اللہ کے فضل سے مَیں قادیان میں ہی میں پیدا ہوئی۔ وہیں پرورش ہوئی۔صحابہؓ اور نیک ماحول میں تربیت ہوئی۔قادیان میں دارلرحمت میں

ہم رہتے تھے۔قادیان کا ماحول جن لوگوں نے دیکھا ہے انکو علم ہوگا کہ اس ماحول میں بچپن سے ہی خود بخود نیکیاں اپنا لیتے اور تربیت ہوتی تھی۔ بچے باہر کھیلتے مگر کبھی کسی کو گالی دیتے نہیں سنا کبھی کسی کو لڑائی کرتے نہیں دیکھا۔ بہت ہی اچھا ماحول تھا۔

میں نے جب سے آنکھ کھولی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے سے لے کر آج تک وہ باتیں خدا کے فضل سے ہمارے دلوں میں نقش ہیں۔ جب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے درس دینے شروع کئے ہیں ہم چھوٹی چھوٹی ہوتی تھیں۔ ہماری اُستانیاں ہمیں ساتھ لے کر خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا درس سنانے لے کر جاتی تھیں۔ بے شک سمجھ آئے یا نہ آئے یہ پتا تھا کہ سامنے خلیفۃ المسیح الثانیؓ کھڑے ہیں اور قرآن کریم کا درس دے رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں جب نماز کی سمجھ بھی نہیں تھی تو اس وقت بھی شوق سے نماز پڑھتے تھے۔اللہ تعالیٰ میری تمام اُستانیوں کو جزا دے۔استانی میمونہ، استانی سرداراں اور دوسری اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل کرے ان کے لفظ اور ان کی دعائیں مجھے آج تک کانوں میں سنائی دیتی ہیں۔آج بھی شریعت کے خلاف اگر کوئی بات کرے تو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی کامیاب دور تھا۔خدا تعالیٰ خلیفہ وقت کی اطاعت اگلی نسلوں کو نصیب کرے۔آمین

5۔خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپ نے جو وقت گزارا، کچھ واقعات بتائیں گی؟

ج۔خدا کے فضل سے بچپن سے لے کر آج تک خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ سے بے انتہا محبت پائی ہے آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر فرد سے اللہ کے فضل سے تعلق قائم رہا۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے میں نے جا کر دعائیں سیکھیں اور ان سے باتیں سنتے۔نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے بڑا لمبا تعلق رہا ہے میری ایک بیٹی کو جو آٹھویں میں پڑھتی تھی اس کو بلڈ کینسر ہو گیا جب بھی میں جاتی تو حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا پیغام ہوتا کہ بانو جس وقت آئے تو مجھے راشدہ کو ملا کر لے کر جائے۔جب ان کے پاس جاتی ان کی دعائیں لیتی اور جو کچھ وہ کہتیں ان کی نصیحتوں پر عمل کرتی۔وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے ناشتہ اور کچھ بنا کر دیتیں کہ یہ راشدہ کو دو۔ یہ ان کی محبّت تھی ورنہ ہم کیا چیز ہیں۔ بی بی حکمی صاحبہ، بی بی باچھی صاحبہ، بی بی جمیل صاحبہ، کس کس کی محبت کا ذکر کروں۔انتہا کی محبت کرنے والے، مہمان نواز، دعائیں کرنے والے وجود ہیں ہر مخلص احمدی کی عادت ہے کہ سب سے پہلے خلیفہ وقت کو دعا کے لئے درخواست لکھنا۔حضور کو خط لکھنے کی عادت بچپن سے والدین نے ڈال دی تھی۔محترمہ چھوٹی آپا صاحبہ کو، محترمہ مہر آپا صاحبہ کو، نواب امۃ الحفیظ کو دعا کا کہنا۔میری بیٹی کہتی تھی کہ امی دیکھیں خلیفہ وقت کی میرے ساتھ دعائیں ہیں۔ میں کتنی خوش قسمت ہوں ۔جب اس کی وفات ہوئی ہے ہم لوگ جنازہ لے کر ربوہ گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی چاروں بیگمات تشریف لائیں۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔آمین

ایک دفعہ خلیفہ ثانیؓ کو میں ملنے کے لئے گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے اور میرے ساتھ امۃ الرؤف اور امتہ اللطیف جو اس وقت چھوٹی چھوٹی تھیں یہ بھی میرے ساتھ تھیں۔خلیفہ الثانی بیمار تھے اور مہر آپا بھی بیٹھی ہوئی تھیں میں نے اشارہ کیا کہ میں حضور کو دباؤ تو مہر آپا نے کہا کہ دبا لیں ۔میں نے آہستہ آہستہ حضور کے پاؤں اور ٹانگیں دبانی شروع کر دیں۔دباتے دباتے میں نے مہر آپا سے کہا کہ حضور بہت ہی کمزور ہو گئے ہیں۔حضور اُلٹے لیٹے ہوئے تھے ایک دم پیچھے کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اور اب میں نے جوان ہونا ہے؟ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے حضور کے پاؤں دبانے کی توفیق ملی۔ بیٹیاں بھی وہیں بیٹھی ہوئیں تھیں۔مہر آپا نے حضور کا رومال مجھے دیا وہ میرے پاس ابھی تک موجود ہے۔حضور دیکھ کر فرماتے ہیں دو بیٹیاں ہو گئی ہیں۔مہر آپا کہتی ہیں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ بیٹا دے تو حضور نے فرمایا کہا انشاء اللہ اب بیٹا ہوگا۔یقین کریں کہ حضور کے ان الفاظ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا دیا۔اس وقت حضور کے باغات سے کینو آئے ہوئے تھے مہر آپا سے فرماتے ہیں کہ ان کو کینو دو۔انہوں نے دیے تو امۃ الطیف اپنا فراک پھیلا کر کہتی ہے کہ میرا ایک بھائی بھی ہے اس کے لئے بھی دو۔ پھر مہر آپا نے پانچ، چھ پلیٹ میں ڈال کر دیئے۔

6۔کس کس خلیفۃ المسیح کا زمانہ آپ کی یادداشت میں محفوظ ہے؟

ج۔خدا تعالیٰ نے مجھے چار خلافتوں سے ملنے کی توفیق دی۔خلیفہ ثانی سے انتہا درجہ کا پیار تھا۔ان کی وفات سے پہلے یہ خیال آتا تھا کہ اگر ان کو کچھ ہو

گیا تو ہم زندہ نہیں رہیں گے۔ ہر خلافت سے انتہا کا پیار تھا۔ میرے پاس اللہ کے فضل سے ہر ایک کے تبرک موجود ہیں۔ خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لجنہ کی بنیاد رکھی تھی اور جیسے کام کئے وہ دلوں میں گھر کر گئے ہیں۔

خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لجنہ کے بارے میں بہت خطبات دیے ہیں۔ اُن کا انداز بارعب تھا۔ ان کے سامنے بہت کم بات ہوتی تھی۔

خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا آپ یہ سمجھیں کہ وہ ایک ماں تھیں۔ بہت ہی حلیم بہت ہی پیار کرنے والا وجود تھے۔ آج بھی جب وہ ایم ٹی اے پر آتے ہیں تو برداشت نہیں ہوتا۔ وہ بہت پیار کرنے والے اور ہمدرد خلیفہ تھے۔

خلیفۃ الخامس جب خلیفہ بنے تو میں آپ کی خدمت میں گئی تو فرمایا اب کہو۔ میں نے کہا کہ جب خلیفہ اولؓ خلیفہ بنے تھے تو سب کو پتہ تھا کہ یہی وجود خلافت کے قابل ہے۔ جب خلیفہ ثانیؓ خلیفہ بنے تو سب کو پتہ تھا پیشگوئی پوری ہوئی۔ جب خلیفہ ثالثؒ بنے تو سب نے کہا کہ خلیفہ ثالث نے ہی بننا ہے۔ جب خلیفہ رابعؒ خلیفہ بنے تو اس سے پہلے ہی غیر احمدیوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ یہی خلیفہ بنیں گے۔ لیکن جب آپ کا وقت آیا تو آپ کے متعلق خوابیں آئیں تو اللہ نے آپ کو کھڑا کر دیا۔ جب میں بی بی ناصرہ سے ملنے جاتی تھی تو آپ فوراً دیکھ کر پردہ کے پیچھے چھپ جاتے۔ انتہا کے کم گو اور حیا والے تھے۔ حضور بہت مسکرائے۔ حضور نے فرمایا اب کیا کہیں گی؟ میں نے کہا اب مان لیا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ ہر آنے والا دن اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ حضور اللہ کے فضل سے بہت پیار کرتے ہیں۔ بہت محبت سے ملتے ہیں۔ انتہائی شفقت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت و عمر میں برکت عطا کرے۔ آمین

ے۔ جیون ساتھی اور بچوں کے بارے میں کچھ بتانا چاہیں گی؟

ج۔ جب پاکستان بنا تو میں پانچویں یا چھٹی میں پڑھتی تھی۔ اتنی چھوٹی عمر میں قادیان کو چھوڑنا انتہائی مشکل تھا۔ آپ سوچ نہیں سکتے ایسے حالات میں ملک سے دربدر ہونا۔ نہ کوئی جگہ نہ کوئی ٹھکانا۔ قادیان سے ہجرت کر کے میرا سارا خاندان جہلم آ گئے تھے۔ وہاں میرے والد صاحب اور بھائی نے میری شادی خواجہ محمد امین کے ساتھ جو امیر جماعت سیالکوٹ بھی رہے ہیں ان کے ساتھ کر دی۔ نہایت اچھے اور با اخلاق شخص تھے۔ سیالکوٹ میں آج بھی لوگ یاد کرتے ہیں کہ خواجہ محمد امین بہت ہی فرشتہ صفت انسان تھے۔

بہت ہی غریب پرور تھے۔ مرکز سے جتنے بھی مبلغین آتے تھے ان کی اللہ کے فضل سے دل و جان سے ہمیشہ خدمت کی۔ ہمیشہ دل میں یہ احساس تھا کہ یہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے کہ وہ خدمت کی توفیق دے رہا ہے۔ میرے گھر میں ٹھہرے ہوئے مبلغ آج افریقہ، جرمنی اور دنیا کے بہت سے ممالک میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

میرے میاں بتاتے تھے کہ جب مہر آپا کی شادی ہوئی ہے تو کچھ دنوں بعد ان کو ان کے والد صاحب اپنے ساتھ جہلم لے گئے تقریباً ہفتہ بعد حضور نے میرے میاں خواجہ امین کو بلایا اور کہا کہ آپ کو پتا ہے کہ مہر آپا کو ان کے والد صاحب ساتھ لے گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہوتا ہے کہ دوبارہ لڑکا آ کر مکلاوا لے کر جائے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے تو اس چیز کا پتا نہیں میں نہیں جا سکتا آپ جائیں اور مہر آپا کو لے کر آئیں۔ میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو کہوں گا کہ آپ کے ساتھ جائیں اور آپ مکلاوا لے کر آئیں۔ اللہ نے یہ اعزاز اپنے فضل سے عطا کیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے محافظ کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی پھر فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ اسے فضل الٰہی کہتے ہیں کہ یہ میرا اور خدا کا معاملہ ہے۔ ماشاء اللہ بہت ہی اچھی زندگی گزاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بے انتہا درجات بلند کرے۔

اپنی بیٹیوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان کے بچوں کے ساتھ بھی بہت پیار کرتے۔ میں کبھی سختی کرتی بیٹیوں کے ساتھ تو کہتے کہ ایسا نہ کیا کرو انہوں نے تو کسی دن اُڑ جانا ہے۔ ان کی دعائیں ہیں کہ خدا نے ساری بیٹیوں پر اتنے فضل اور احسان کئے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے اتنے لمبے ساتھ میں میرے خاوند نے مجھے ایک لفظ بھی سختی کا کہا ہو، بہت ہی پیار محبت سے رہتے تھے۔ کبھی ہاتھ سے مال سے یا زبان سے انہوں نے کبھی مجھے تکلیف نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ میری ہر نماز میں ان کے لئے دعائیں ہیں۔

جب میری شادی ہوئی ہے تو میرے میاں پہلے سے شادی شدہ تھے۔ میری ساس بتاتی ہیں کہ میں جوانی میں ہی بیوہ ہوگئی۔ اس وقت ان کے بیٹے (میرے میاں) 9 سال کے تھے اور ایک بیٹی ان کے والد کی وفات کے تین ماہ بعد پیدا ہوئی۔ سیالکوٹ میں رہتے تھے میری ساس نے کہا کہ میرا ایک

بچہ ہے یہ خراب ہو جائے گا تو میں اپنے بچے کو لے کر قادیان آ گئی اور پھر میرے میاں کی تربیت بھی قادیان میں ہوئی۔

میرے میاں خواجہ محمد امین صاحب خدا کے فضل سے باڈی گارڈ رہے ہیں خلیفہ ثانیؓ اور خلیفہ ثالثؒ کے۔ خلیفہ رابعؒ کے بارے میں تو کہتے ہوتے تھے کہ ان کو تو میں نے گودی میں کھلایا ہوا ہے۔ جب وہ چھوٹے ہوتے تھے تو مجھے حضرت اُم طاہر صاحبہ کہہ جاتی تھیں کہ آپ اس کو نماز کے لئے اُٹھا کر لے جایا کریں اگر نہ اُٹھے تو اسے گودی میں اُٹھا کر لے جائیں۔ ایک دفعہ کہتے میں اُٹھا کر اوپر لے کر آیا تو میں نے حضرت خلیفہ رابع سے کہا کہ میاں آپ میرے لئے دعا کریں فرمایا اچھا میں دعا کروں گا۔ حالانکہ کہ چھوٹے تھے پوچھا کہ کیا دعا کریں گے تو فرمایا یہی دعا کروں گا کہ اللہ آپ سے راضی ہو جائے۔

میری اللہ کے فضل سے چار بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ امتہ اللطیف، امتہ الرؤوف، امتہ الودود، امتہ الہادی، میرے بیٹے خواجہ مبین نے ایک جرمن عورت سے شادی کی ہوئی ہے اور اس کے ماشاء اللہ دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ چھوٹا بیٹا خواجہ مامون احمد اس کی شادی میرے بھائی کی بیٹی سے ہوئی ہے۔ اس کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ ساری اولاد ہی اللہ کے فضل سے صاحبِ اولاد ہے۔ اللہ نے اپنے فضل سے اولاد، داماد اور بہوئیں سب اچھے عطا کیے اور سب دین کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۸۔ آپ کو جماعت کی خدمت کا موقع کس کس رنگ میں ملا؟

ج۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ مجھے خاندانِ مسیح موعودؑ کی خدمت کی توفیق عطا کی ایک دفعہ بی بی امتہ الرشید کی شادی تھی تو حضرت ام المومنینؓ وہاں آئی ہوئی تھیں۔ ایک دن آپ نماز پڑھنے لگیں تو میں نے کھڑے ہو کر پورے ٹائم پنکھا ہلایا۔ گرمی تھی میں پنکھا ہلاتی رہی جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا مجھے تم نے ٹھنڈ پہنچائی ہے خدا تعالیٰ ہمیشہ ٹھنڈا رکھے جب ڈیوٹیاں لگتی تھیں تو میں اور میری بہن شریفہ بیگم ہم دارالمسیح میں جا کر مہمانوں کے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مٹی کے پیالے ہوتے تھے جن کو ہم دھو کر استعمال کرتے۔ آج تو سفنج وغیرہ ہے صفائی کے لئے ہم پرالی استعمال کرتے اور حضرت مسیح موعودؑ کے کنویں میں سے پانی نکال نکال کر انہیں دھوتے اور چارپائی پر رکھتے جاتے۔ رات کو انہیں برتنوں میں مہمانوں کو کھانا دینا ہے۔ ہمارے ہاتھ سردی سے سخت ہو جاتے تھے لیکن ہم اس کام کو ہی ثواب سمجھتے تھے۔ خدا نے اپنے فضل سے بہت خدمت کی توفیق دی۔ مسجد نور کے باہر ہم ڈبو میں پانی ڈال کر لے کر جاتے۔ اگر کسی پر پانی گر جاتا تو وہ گاؤں کی عورتیں غصے بھی ہوتی تھیں۔

اللہ کے فضل سے تیس سال صدر کے طور پر خدمت انجام دیتی رہی ہوں۔ اپنی اولاد کو بھی یہ نصیحت کرتی ہوں کہ نمازی بنیں اور دین کو دنیا پہ مقدم جانیں۔

۹۔ ناروے آپ کب آئیں؟

ج۔ ہم مئی 1993 میں ناروے میں آئے تھے۔ ہم تو سیر کے ویزے پر آئے تھے۔ میری بیٹی ہادی کی شادی تھی لیکن خدا تعالیٰ کو پتہ نہیں کیا منظور تھا کہ ادھر آ کر میرے میاں بیمار ہو گئے تو بچوں نے کہا کہ ہم نے کسی صورت بھی اپنے والدین کو واپس پاکستان نہیں جانے دینا۔ اُدھر کوئی بھائی بھی نہیں ہے تو کیسے پاکستان میں آپ لوگ رہیں گے۔ پھر ہم یہیں رک گئے اور یہیں میرے میاں کی وفات ہوئی۔

۱۰۔ ناروے کی جماعت کے بارے میں آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

ج۔ ناروے کی جماعت میں مَیں نے دو چیزیں خاص طور پر دیکھی ہیں۔ یہاں کی جماعت انتہائی محبت کرنے والی اور انتہائی قربانی کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول کرے اور بہت بڑھا کر انہیں دے۔ جب مسجد جاتی ہوں تو میں بتا نہیں سکتی کہ کس قدر پیار، محبت سے سب آ آ کر ملتے ہیں جیسے ایک خاندان کے سارے فرد ہوں۔

۱۱۔ آپ نے دوسروں سے کیا سیکھا اور دوسروں کو کیا سکھایا؟

ج۔ حضرت اماں جان کا تربیت کا انداز بہت پیارا تھا۔ بہت نرمی اور پیار سے سمجھاتی تھیں۔ ان کے الفاظ ہی تربیت ہوتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ میری بیٹیوں کے رشتہ کے لئے دعا کریں۔ انہوں نے کہا اچھا لڑکے بھی ہیں۔ تو عورت نے کہا کہ ہاں لیکن لڑکوں کی تو کوئی بات نہیں لڑکیوں کی فکر ہوتی ہے۔ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ نے کہا کہ یہ کیسی آپ نے بات کی ہے۔ دونوں کے لئے دعا ضروری ہے۔ آپ کو پتہ ہی نہیں ہے کہ دعا کتنی ضروری ہے۔ اور بہو کو تو گھر کی بنیاد مضبوط کرنے کے لئے لاتے

ہیں اگر بنیاد مضبوط ہوگی تو گھر کھڑا رہے گا۔ یہ ایک اندھیرے میں قدم ہوتا ہے۔آپ کو اگر ایک کمرے کی چابی دی جاتی ہے اور آپ اس کمرے میں جاتی ہیں آپ کو یہ نہیں پتہ اندھیرے میں کہ آگے سانپ ہے یا کوئی اور چیز ہے۔جب تک دعا نہیں کرو گی خدا سے اس کا فضل نہیں مانگو تو کچھ نہیں۔ یہ کبھی نہ کہنا کہ لڑکی کے لئے دعا کریں اور لڑکے کے لئے نہیں۔ ہر ایک کے لئے دعا کرو اللہ ہر ایک کے نصیب نیک کرے۔ میں بھی آج یہی دعا کرتی ہوں خدا تعالیٰ جماعت کی جو بچیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نیک نصیب اور نیک ساتھی عطا کر۔ مجھ سے ایک دن بھی کسی بچی کی تکلیف برداشت نہیں ہوسکتی۔

میں نے اُمی جان سے خاوند کی اطاعت کرنا سیکھا ہے۔ جو بھی اپنی اصلاح کی ہے میں نے ان سے سیکھا ہے۔ میں تو یہ کہوں گی کہ ہمیشہ اپنے میاں کی اطاعت کریں۔اپنے خاوند کو دل وجان سے پیار کریں وہ بھی آپ سے پیار کرے گا۔

۱۲۔ آج کی نوجوان نسل کو آپ کیا نصیحت کرنا چاہیں گی؟

ج۔خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی بچیوں کی بڑی اچھی تربیت ہو رہی ہے۔ہم لوگوں نے تو ایسے ماحول میں آنکھ کھولی تھی جہاں ہر طرف تربیتی ماحول تھا۔ خدا تعالیٰ ان بچیوں کی ہمیشہ شرم وحیا پر قائم رکھے۔ یہی نصیحت ہے کہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ یہ کبھی نہ سوچیں کہ کون کیا کر رہا ہے یہ دیکھیں کہ خلیفہ وقت کیا کہہ رہے ہیں۔ ساری برکتیں خلیفہ وقت کی اطاعت میں ہیں۔ دنیا کا خیال مت کرو یہ دنیا چار دن کی ہے وہی کامیاب ہوگا جو خدا اور خلیفہ وقت کی اطاعت کرے گا۔ ہمیشہ امیر کی اطاعت کریں اپنی صدر کی اطاعت کریں۔کسی بچی کو تربیتی رنگ میں نصیحت کی جائے تو ماں بُرا نہ منایا کرے۔ بیٹیاں سب کی سانجھی ہیں۔ دیکھو کہتے ہیں کہ جب ایک انگلی کو تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے ایک بچی کو تکلیف ہو تو سب کو ہوتی ہے پس یہ کبھی نہ سوچو کہ میری بیٹی کو کیوں کہا۔ اللہ تعالیٰ ہر بچی کو شرم وحیا اور ہمیشہ اچھا کام کرنے کی توفیق دے۔

خدا تعالیٰ بچیوں کا حافظ وناصر ہو۔آمین۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

دعائیہ اعلانات

☆۔**محترمہ حنا گل** اپنے نئے گھر کے بابرکت ہونے اور امن وسلامتی کے لئے نیز اپنے والدین کی اچھی صحت کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔**محترمہ عابدہ نسیم** اپنے دوسرے نواسے نوح کی ولادت پر دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے درخواست دعا کرتی ہیں۔ نیز اپنے تمام بچوں کے لئے دعا گو ہیں۔

☆۔**عزیزہ بارعہ ماہم** بہتر مستقبل اور تعلیمی میدان میں کامیابی کی لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔**محترمہ امتہ المحسن** اپنے خاوند کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔**محترمہ لبنیٰ کریم** کرستیان ساند میں مشن ہاؤس قائم ہونے پر دلی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔سیکرٹری اشاعت **سیکرٹری تعلیم محترمہ سعیدہ نعیم** اوراس کے **چیکنگ گروپ** اور **اشاعت کمیٹی کی ممبرات** کی صحت وسلامتی والی فعال زندگی کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہے۔

☆۔**محترمہ عتیقہ خلیل** اپنی فیملی کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆۔**محترمہ امتہ الشکور قانتہ** اپنی بچیوں کی دینی و دنیوی کامیابی کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔

☆۔**محترمہ امتہ المنان ندیم** اپنی فیملی کی صحت وسلامتی کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔

☆۔**عزیزہ عندلیب انور** میڈیکل میں داخلہ ملنے پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہیں اور کامیابیوں کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔**محترمہ سیکرٹری ضیافت صاحبہ** لجنہ اماء اللہ کی نیشنل پکنک کے موقع پر تمام اُن ممبرات کا شکریہ ادا کرتی ہیں، جنھوں نے کسی بھی طرح کام میں مدد کی۔

☆۔**عزیزہ مہک طارق** میڈیکل میں داخلہ ملنے پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہیں اور کامیابیوں کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔**محترمہ طاہرہ احمد** اپنے بیٹے **ایان احمد** کے **قرآنِ کریم مکمل** کرنے پر قرآن کو صحیح طور پر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

صحت کارنر:

شوگر کا دیسی علاج

اشیاء:۔

100 بادام کوئی کڑوا نہ ہو۔

100 کالی مرچ ثابت دانے۔

100 سبز الائچی چھلکے سمیت۔

100 نیم کے پتّے دھو کر خشک کر لیں۔

250 گرام (ایک پاؤ) کالے چنے بھنے ہوئے چھلکے سمیت۔

ترکیب:۔

یہ ساری چیزیں پیس لیں اور دن میں کسی بھی وقت آدھا چھوٹا چمچہ استعمال کریں۔شوگر کا یقینی خاتمہ۔اللہ کریم سب کو شفا دے۔آمین

ہائی بلڈ پریشر کا نسخہ

اشیاء:۔

لہسن چھیلا ہوا: 30 تریاں

لیموں چھلکے اور بیج سمیت: 5 عدد

ترکیب:۔

ان سب چیزوں کو پانی میں ڈال کر گرینڈ کر لیں۔اچھی طرح گرینڈ کرنے کے بعد ایک کلو پانی میں دیگچی میں چڑھا دیں۔ پندرہ ،بیس منٹ پکنے کے بعد اتار لیں۔ٹھنڈا ہونے کے بعد باریک چھانی سے اچھی طرح چھان لیں۔ایک بوتل بن جائے گی۔فریج میں رکھ دیں۔

روزانہ ایک چاول کھانے کا بڑا چمچہ نہار منہ لیں۔دس دنوں تک بار بار اپنا بلڈ پریشر ضرور چیک کریں کہ نارمل ہوا ہے کہ نہیں۔اگر نارمل ہے تو یہ نسخہ فوراً چھوڑ دیں۔انشاءاللہ آپ کو جلد آفاقہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا کرے۔آمین

نسیم مظفر (مجلس بیت النصر)

× × × × × ×

کلونجی کے فوائد

آنحضورﷺ نے کلونجی کی بے حد تعریف فرمائی ہے اور فرمایا کلونجی میں اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کی شفاء رکھی ہے سوائے موت کے۔

☆۔حکیم جالینوس کا قول ہے کہ کلونجی نفخ اور ریاح کو تحلیل کرتی اور اس کے کھانے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔

☆۔جوش دے کر سر پر سہ پہر لگانے سے نزلہ ،زکام اور سر درد دور ہوجاتا ہے۔

☆۔اس کے غرارے کرنے سے دانت کا درد دور ہو جاتا ہے۔

☆۔سرکہ ملا کر کھانے سے بلغمی ورم دور ہو جاتا ہے۔

☆۔روغن زیتون میں ملا کر سونگھنے سے آنکھوں کا درد جاتا رہتا ہے۔

☆۔شہد کے ساتھ کھانے سے پتھری نکل جاتی ہے۔

☆۔اس کو جلا کر کھانے سے بواسیر کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔

☆۔اس کو مہندی میں ملا کر لگانے سے سر کے بال مضبوط ہوتے ہیں اور بال گرنا ختم ہوجاتے ہیں۔

☆۔روغن کلونجی پانچ سے پندرہ قطرے صبح وشام نیم گرم دودھ یا چائے میں ملا کر پینے سے فالج ،لقوہ ،جوڑوں کے درد ،رعشہ اور اعصابی کمزوری کو دور کرتا ہے

خدا تعالیٰ سب کو صحت وعافیت سے رکھے۔آمین

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

پکوان:

کھجور اور بادام کے لڈو

اجزاء:

کھجور:۔ ایک کلو

بادام:۔ 350 گرام

شہد:۔ تین کھانے کے چمچ

لیموں کا رس:۔ ایک کھانے کا چمچ

پستہ (کوٹنگ کے لئے):۔200 گرام

ترکیب:۔

باداموں کو مشین میں ڈال کر موٹا موٹا پیس لیں۔اب ان سارے باداموں کو ایک بیکنگ ٹرے میں ڈال کر175c پر5۔10 منٹ کے لئے اوون میں رکھ کر ہلکا سنہرا کر لیں۔آدھے بادام کوٹنگ کے لئے رکھ لیں۔

کھجوروں کی گھٹلیاں نکال کر مشین میں موٹا موٹا پیس لیں۔اب ان کھجوروں کو پیالے میں ڈال کر ان میں سنہرے کیئے ہوئے بادام، شہد اور لیموں کا رس ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں۔اب ہاتھوں پر کوکنگ آئل لگا کر اس آمیزہ کے چھوٹے چھوٹے گول لڈو بنا لیں۔

ان لڈوؤں پر بادام اور پستہ کی کوٹنگ کر دیں۔

مزیدار اور غذائیت سے بھرپور کھجور اور بادام کے لڈو تیار ہیں۔

امتہ الشکور قانتہ (بیت النصر)

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

سبزیوں کے کباب

اشیاء

پالک: آدھا کپ (باریک کٹی ہوئی)

آلو : تین عدد (ابلے اور کچلے ہوئے)

مٹر : آدھا کپ (ابلے اور کچلے ہوئے)

بند گوبھی : آدھا کپ (باریک کٹی ہوئی)

گاجر : آدھا کپ (باریک کٹی ہوئی)

کوکنگ آئل: دو کپ

لیموں کا عرق: چار ٹیبل سپون

ڈبل روٹی کا چورا: آدھا کپ

انڈے : دو عدد

سبز دھنیا : آدھا کپ (کٹا ہوا)

گرم مصالحہ : ایک ٹی سپون

سرخ مرچ ثابت: دو ٹی سپون (کٹی ہوئی)

سبز مرچ: تین ٹی سپون (کٹی ہوئی)

نمک: حسب ذائقہ

ترکیب۔ پالک، بند گوبھی اور گاجر کو پانچ منٹ تک بھاپ میں اچھی طرح گلا لیں۔سبزیوں کو ٹھنڈا کر کے دونوں ہاتھوں سے دبا کر زائد پانی نکال دیا جائے اور ان میں تمام مصالحہ جات اور مٹر کے کچلے ہوئے دانے بھی ملا دیے جائیں۔جب تمام اچھی طرح سے مکس کر لیں تو گول گول کباب بنا لئے جائیں۔اس کے بعد انڈوں کو پھینٹ لیں اور کبابوں کو اس میں بھگو کر چورا لگائیں اور خوب گرم آئل میں تل لیا جائے۔سلاد اور چٹنی کے ساتھ یہ نہایت لذیذ کباب تناول فرمائیں۔

زاہدہ کوثر (مجلس لامباشتر)

÷ ÷ ÷ ÷ ÷

یادِ رفتگان:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ

محترم سید احمد علی شاہ صاحب اور محترمہ شریفاں بیگم صاحبہ

سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

ابا جان کے والد محمد ولی سبزواری صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے وقت احمدیت قبول کر لی تھی مگر حالات اور مخالفت کے باعث شرفِ ملاقات حاصل نہ کر سکے۔ امی جان کے والد عبدالرحیم عرف پولا صحابی تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کو دباتے وقت جب حضرت صاحبؑ نے ان کا ہاتھ تھاما تو فرمایا کہ میاں تمہارے ہاتھ تو بہت پولے (نرم) ہیں۔ اس وقت سے ان کے نام کے ساتھ پولا کا نام جڑ گیا۔

اس طرح یہ دونوں وجود ہی اپنے بزرگوں کی بدولت پیدائشی احمدی تھے۔ امی جان کا بچپن حضرت اماں جان کی خدمت کرتے اور ان کی مبارک صحبت میں گزرا۔ انتہا کی محبت حضرت اماں جان نے دی اور اس محبت نے خون میں خاندانِ مسیح موعودؑ کی محبت شامل کر دی۔

پاک جوڑا حقیقت میں اللہ اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے والوں میں سے تھا۔ ہر حالات میں اللہ کا شکر ادا کرنے والا، قناعت کا حق ادا کرنے والا، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے والا، اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے والا، خلفاء سے عشق کرنے والا، نظام کی اطاعت کرنے والا، عہد نبھانے والا، قرآنی حکموں کو بجا لانے والا اور انتہا کا مہمان نواز یہ مثالی جوڑا تھا۔

ابا جان کی سب سے نمایاں خوبی یہ کہ نماز باجماعت اور بروقت چندہ کی ادائیگی۔ ان دو باتوں میں بہت سختی کرتے تھے کہ اولاد ان میں سست نہ ہو۔ اپنا وقت جماعت کے لیے حاضر کر دیتے۔ اللہ نے ہر آنے والے وقت میں برکت سے نوازا۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیشہ دینے والوں میں سے بنایا۔ ابا جان سے ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ آپ کی کمائی میں برکت کا راز کیا ہے کہ اس عمر میں بھی ہمیں ضرورت پڑے تو آپ ہماری ضرورت پوری کر رہے ہوتے ہیں۔ مسکرا کے کہنے لگے کہ دعائیں تو سب کرتے ہیں یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی کون سی ادا اس کو پسند ہے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ شروع سے جب میری تنخواہ آتی تھی تو تنخواہ ملتے ہی سب سے پہلے چندہ ادا کرتا، پھر والدین کو خرچہ کی رقم بھجواتا اور جو اس کے بعد بچتا اسے بیوی بچوں پہ خرچ کرتا۔ وفات تک کوئی تحریک نہیں جس میں آپ دونوں بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیتے ہوں۔ اللہ نے ہمیشہ پہلے سے بڑھ کے عطا کیا۔

آپ دونوں ان وجودوں میں سے تھے جن کے حصّہ میں احسان اور ہم احسان مندوں میں سے تھے۔ ہمیشہ آپ سب کی ضروریات پوری کر کے دل کا سکوں پاتے۔

امی جان ہنس مکھ اور ہر حال میں خوش رہنے والوں میں سے تھیں۔ گلے شکوے سے اجتناب کرتی تھیں۔ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کر کے دل کا سکون پاتی تھیں۔ جدھر بیٹھتیں ادھر ہی محفل پُر رونق ہو جاتی۔ سادہ اور پُر مزاح گفتگو ان کی شخصیت کا حصّہ تھا۔ کیا اپنے کیا پرائے سب آپ کی رحمت سے حصّہ پاتے۔ ابا جان شکار کرنے کے بہت شوقین تھے۔ راتوں کو جنگل میں تہجد پڑھنا

آپ کو اچھا لگتا اور ساتھ مرغابی کا شکار کرتے۔ مچھلی کا شکار بہت کرتے۔ پھر امی جان مچھلی اور مرغابی کی صفائی کرتیں اور اس کے حصّے بنا کر پہلے پورے محلے میں بانٹتی۔ ہر کوئی حصّہ پاتا۔

ابا جان کا کہنا تھا کہ اللہ اور اس کے مخلوق کی خدمت ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی غرض ہے۔

مسجد بیت النصر کی تحریک کے وقت پنشن کی رقم سے بچت کر کے معیاری چندہ ادا کرنے کی توفیق پائی۔

اللہ نے اپنی راہ میں دینے والوں کا ادھار نہیں رکھا۔ اتنا دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ سب سے بڑھ کر صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا کی۔ ابا جان نے 93 سال کی عمر میں وفات پائی اور ایک لمحہ کی محتاجی اللہ نے نہیں دکھائی۔ نہ مالی، نہ جسمانی اور نہ روحانی۔ الحمد للہ

مال میں انتہا کی برکت عطا کی۔ دونوں نے اپنا پورا وصیت کا چندہ جائیداد خود ادا کیا، اولاد پہ بوجھ نہیں ڈالا۔ اللہ نے پاکستان میں بھی اپنا گھر عطا کیا اور ناروے میں بھی اللہ نے ان کو اپنا مکان عطا کیا۔ بلکہ یہ فضل آگے نسلوں میں بھی جاری فرمائے۔ سب اولادوں کو نہ صرف ایک ملک میں بلکہ ایک شہر میں اکٹھا رکھا۔ آگے اولادوں کی نسلیں بھی اس فیض سے حصّہ پا رہی ہیں۔ اللہ نے معمولی پنشن کو برکتوں سے بھر دیا تھا۔ غرض اللہ کی راہ میں وقت اور مال قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ اگر اللہ جان مانگتا تو اس سے بھی پیچھے نہ رہتے۔ شہداء لاھور کے واقعہ کے بعد کہتے کہ اس نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے تو حضور کا کیا حال ہو گا۔

چار خلافت کے دور اللہ نے محض اپنے فضل سے دکھائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے خلافت سے پہلے بھی ایک محبت کا تعلق قائم تھا۔ بعد میں یہ تعلق عشق میں بدل گیا۔ خلیفہ الخامس ایدہ اللہ آپ کو خالو جان شکاری کے نام سے پکارتے۔

خلافت سے انتہا کی محبت تھی۔ مگر اللہ کے خلیفہ نے اس سے بڑھ کر محبت کا ثبوت دیا، از راہ شفقت ان دونوں وجودوں کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی اور جب حضور انور ناروے تشریف لائے تو بہشتی مقبرہ میں جا کر دعا کی۔ اللہ میرے آقا کو صحت والی عمر عطا کرے۔ آمین

امی جان نے اپنی بہوؤں سے اور داماد سے ایک دوستانہ ماحول بنایا ہوا تھا۔ کبھی کوئی مرحلہ درپیش آتا تو ساتھ بہو اور داماد کا دیا جاتا۔ بیٹے اس بات کو خوب جانتے تھے کہ امی ابو نے ہماری سائیڈ کبھی نہیں لینی۔ ان کو علیحدہ کہتی کہ یہ کسی کے دل کے ٹکڑے ہیں، ان سے ہمیشہ احسان کا سلوک کرنا، تم تو میرے بیٹے ہو مگر ان کو میں نے اپنی بیٹیاں بنانا ہے۔ بہوؤں کو علیحدہ نصیحت کرتیں۔ پوتے پوتیوں میں ان کی جان تھی، بچے بھی ان میں دل کا سکون اور محبت پاتے۔ بچے ہر مشورہ ابا جان سے لیتے اور نہایت اعلیٰ اور تقویٰ کے مطابق مشورہ دیتے۔ امی جان انتہا کی خاوند کی فرمانبردار بیوی تھیں۔ اپنے گھر کے سکون کو بہت اہمیت دیتیں۔ صبر انتہا کا تھا۔ قرآن سے عشق تھا۔ کیا احمدی کیا غیر احمدی سب بچوں کو قرآن پڑھاتیں۔ دنیا کی محبت کبھی ان پہ غالب نہ آئی۔ ایک قریبی جاننے والے غیر احمدی کے گھر ملنے گئیں اور انہوں نے ذکر کیا کہ میری بچی کی شادی ہے، بچی یتیم تھی۔ امی جان نے پوچھا کہ زیور کیا بنایا ہے۔ کہنے لگی کہ اس کی توفیق نہیں ہے۔ فوراً اپنے گلے سے لاکٹ اتارا اور کہا کہ یہ میری طرف سے بچی کے لئے ہے۔ یتیم اور بیواؤں کا ہر لحاظ سے خیال رکھتیں۔ کسی کا گھر ٹوٹتے دیکھتیں تو بہت دکھ محسوس کرتیں اور ہمیشہ بچی کو کہتیں کہ حضرت اماں جان کی نصیحت پہ عمل کر کے دو سال صبر کر لو میں یقین رکھتی ہوں اللہ تمہارے لئے آسانی پیدا کر دے گا۔ کیا سسرال، کیا میکہ یہ دونوں وجود پورے خاندان کے لئے ایک

مضبوط اور سرسبز درخت کی حیثیت رکھتے ،جس کی چھاؤں میں ہر کوئی سکون اور آرام پاتا۔ابا جان نہایت حکمت سے موقع کی مناسبت سے مشورہ دیتے،قرآن اور شریعت کے مطابق بات کرتے۔اچھی بات جدھر سے ملتی اپنا لیتے۔ان کی محبت کا دائرہ بہت وسیع تھا،کسی کو بہو اور کسی کو بیٹی بنا کر اس سے محبت کا سلوک کرتے۔غیر بھی ان کی محبت سے حصّہ پاتے۔

امی جان ہر ایک کی دلعزیز شخصیت تھیں۔ان دونوں کی وفات سے پورا خاندان ہل کے رہ گیا تھا۔جنازے پہ ایک کثیر تعداد تھی جس میں غیر از جماعت کی بھی شمولیت تھی۔پورے ناروے میں خالہ جان اور خالو جان سے جانے جاتے اور محلّہ کے سارے بچے دادا ابو اور دادی جان کہتے۔

امی جان نے خدمت خلق میں ساری زندگی گزار دی اور نمائش کے شعبہ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پائی اور ابا جان نے جوانی سے لے کر تا مرگ دین کی خدمت بحیثیت مال،تربیت، جماعتی صدر،صدر انصار اللہ ناروے،ناظم اعلیٰ ناروے،قضاء بورڈ کے رکن اور قاضی اوّل اوسلو جماعت کی توفیق پائی۔

ایک بات قابلِ ذکر ہے کہ امی جان کی وفات کے بعد ابا جان نے انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا،امی کے بعد ہم ابا جان میں امی کو پاتے تھے، ان کی محبت ماں جیسی ہو گئی تھی۔بعض بزرگ اس عمر میں نہ اپنا گھر چھوڑ پاتے ہیں نہ اولاد ان کے گھر مستقل رہ پاتی ہے۔ابا جان نے اپنا آپ ہمارے حوالے کر دیا تھا۔ہر بچے میں یہ محبت کی لڑائی ہوتی تھی کہ ابا جان میرے پاس رہیں گے۔بچوں سے بڑھ کے بہوؤں نے اور داماد نے محبت اور خدمت کا حق ادا کیا۔ابا جان نے اس محبت کا حل یہ نکالا کہ باری باری سب کی طرف جایا کروں گا۔ہر گھر میں خوشی سے اپنے بچوں کے ساتھ وقت گزارتے۔حالانکہ اس عمر میں بزرگوں کو کسی بات پہ آمادہ کرنا آسان کام نہیں۔مگر وہ اس بات کا بہت خیال رکھتے کہ میری وجہ سے اولاد پریشان نہ ہو۔ہر لمحہ ان کا دوسروں کو سکھ دینے میں گزرتا۔اپنا کام اپنے ہاتھ سے کر کے سنتِ نبوی پہ عمل کرتے۔آخری سال ابا جان روزے نہیں رکھ پائے ورنہ اللہ کے فضل سے آخری لمحہ تک وہ اپنے کام خود کرتے اور اللہ کے حقوق صحت کے ساتھ ادا کرتے،روزے رکھتے،نماز کھڑے ہو کر پڑھاتے،تراویح پورے خاندان کو اکٹھا کر کے اہتمام سے پڑھاتے،اپنے فرائض قبر تک ادا کرتے گئے۔

مجھے اپنے والدین کی وفات کے بعد شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ ہمارے آقا،ہمارے خلیفہ وقت جماعت کے لئے کیا کیا قربانی دیتے ہیں،یہ چھاؤں چھاؤں شخص نے اپنی والدہ کی وفات پہ کتنا صبر کا نمونہ دکھایا،اللہ کی رضا کی خاطر اس دوری کو برداشت کیا۔اللہ ہمیشہ ان کو اپنے فضلوں سے نوازے۔آمین

اللہ میرے والدین کے درجات بلند کرے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے،ان کی اولاد اور نسلوں کو ہمیشہ دین کے لئے فائدہ مند وجود بنائے۔آمین

رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْراً

میرے آنگن سے قضا لے گئی چُن چُن کے جو پھول
جو خدا کو ہوئے پیارے، میرے پیارے ہیں وہی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حاشیے کے اوپر دیئے گئے اشعار اور فقرات مضامین سے لئے گئے ہیں۔

چوتھی سالانہ علمی ریلی (لجنہ اماءاللہ ناروے) بعنوان سیرت نبیوں کا سردار ﷺ

(منعقدہ مورخہ 6 ستمبر 2014 بمقام بیت النصر اوسلو)

اللہ تعالیٰ نے اَپنے خاص فضل سے لجنہ اما اللہ ناروے کو چوتھی سالانہ علمی ریلی منعقد کرنے کی توفیق دی۔ یہ ریلی پیارے آقا نبیوں کے سردار حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے عنوان سے منعقد کی گئی تھی تا کہ ممبرات کو بہتر طور پر پیارے آقا کی سیرت کا مطالعہ کرنے اور سمجھنے کی توفیق ملے۔ اس ریلی میں گیارہ مجالس کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ اور حاضری 176 رہی۔

ریلی کا نصاب:

پہلا راؤنڈ:	کتاب ''نبیوں کا سردار'' سے سوالات
دوسرا راؤنڈ:	درّثمین سے منتخب اشعار کی تشریح
تیسرا راؤنڈ:	منتخب موضوعات پر پاور پوائنٹ
چوتھا راؤنڈ:	پاور پوائنٹ سے سوالات کا کوئز

ریلی کی تیاری:

پروگرام کی تیاری کے لئے لجنہ کو نصاب سال کے شروع میں ہی دے دیا گیا تھا جس کے لئے بعض کتب مقرر کی گئی تھیں۔ اس کی تیاری کے لئے مجالس نے با قاعدہ کلاسز لگائیں۔ سیرت حضرت محمد ﷺ کے علاوہ درّثمین سے منتخب 14 اشعار کا ترجمہ اور تشریح بھی نصاب میں شامل کی گیا تھا۔

ریلی کا انعقاد

ریلی 6 ستمبر بروز ہفتہ 14 تا 18 بجے تک منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا اُردو اور نارویجئن زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

پروگرام کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

1۔ **کتاب نبیوں کا سردار سے سوالات**۔ اس میں ہر مجلس کی ٹیم سے حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے بارے میں 5.5 سوالات کئے گئے۔ ٹیموں نے خدا کے فضل سے بہت اچھی تیاری کی ہوئی تھی اور حاضرین نے بھی اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

2۔ سیرت حضرت محمد ﷺ کے کسی ایک پہلو پر پاور پوئنٹ کے ذریعے روشنی ڈالنا۔ اسلام سے پہلے عرب کی حالت، ہجرت مدینہ، میثاق مدینہ، جنگ بدر، جنگ اُحد، جنگ احزاب، بنوقریظہ کی غداری، جنگ حنین، صلح حدیبیہ، جنگ موتہ، فتح مکہ، جنگی اصول اور آنحضرت ﷺ کی تعداد ازدواج پر اعتراض، آنحضرت ﷺ کے تبلیغی خطوط۔ اس راونڈ میں ہر ٹیم نے پرچیوں کی مدد سے منتخب کردہ سیرت حضرت محمد ﷺ کے عنوان پر پاور پوائنٹ کے ذریعے روشنی ڈالی اور پیارے آقا کی سیرت کے بہت سے خوبصورت پہلو حاضرین کے سامنے مزید نمایاں کئے۔

3۔ اشعار کا ترجمہ اور تشریح۔ ہر ٹیم کو قصیدہ سے منتخب اشعار دیئے گئے ہر ٹیم نے ڈیڑھ منٹ کے اندر شعر کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی۔

4۔ پاور پوائنٹ سے سوالات کا کوئز انفرادی طور پر سامعین سے لیا گیا۔

پروگرام کے آخر میں مجموعی طور پر پوزیشن حاصل کرنے والے ٹیموں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

اوّل: مجلس کلوفتہ۔ دوئم: مجلس درامن۔ سوئم: مجلس تھوئین، مجلس لاماشتر: چہارم: مجلس ہولملیا، مجلس پرنسدال، مجلس نیدال

محترمہ نیشنل صدر صاحبہ نے تمام حصّہ لینے والی ممبرات کا شکریہ ادا کیا کہ تمام لجنات نے اپنی بھرپور تیاری سے اس پروگرام کو کامیاب بنایا اور کیونکہ پروگرام نبیوں کا سردار حضرت محمد ﷺ کے خوبصورت موضوع پر تھا اس لئے ممبرات نے بہت جوش وخروش سے اس میں حصّہ لیا۔ دُعا کیساتھ یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ ریلی سے پہلے نماز با جماعت کا التزام کیا گیا اور آخر میں حاضرین کے لئے ضیافت کا بھی اہتمام کیا گیا۔

(از طرف شعبہ تعلیم)

پکنک ناصرات الاحمدیہ ناروے

حاضری 35 ناصرات عاملہ 10

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کی ہدایت کے بعد سے لجنہ اماء اللہ ناروے کی روایات رہی ہے کہ ہر سال لجنہ گروپ اے اور ناصرات کو پکنک کے لئے کہیں نہ کہیں لے کر جایا جاتا ہے۔ اس مرتبہ اوسلو سے 150 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک جھولوں والے پارک کا پروگرام بنایا گیا۔ مجالس میں سرکلر کے ذریعے اس کی اطلاع دی گئی اور جانیوالی ناصرات کے نام منگوالئے گئے تاکہ انتظامات میں آسانی رہے۔

23 جون 2014 کی صبح موسم ملا جلا تھا۔ صبح آٹھ بجے ناصرات کو وقت دیا گیا تھا جس کے مطابق بچیاں پہنچنا شروع ہو گئیں۔ نیشنل سیکریٹری ناصرات نے وقت سے پہلے پہنچ کر ضرورت کی تمام چیزیں اکٹھی کیں اور بس کا انتظار ہونے لگا۔ پونے نو بجے بس مسجد کے احاطہ میں داخل ہوئی تو ناصرات خوشی سے بس کی طرف لپکیں اور اپنی اپنی دوستوں کے ساتھ سیٹیں سنبھال لیں۔

تقریباً 9:15 بجے اجتماعی دعا کے بعد بس روانہ ہوئی، بچیوں کو ناشتہ دیا گیا جس کو جتنی بھوک تھی اس نے کھانے سے استفادہ کیا اور پھر خوش گپیوں میں مصروف ہو گئیں۔ راستہ میں مختلف نظمیں بھی پڑھتے گئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے سفر کے بعد بس Lillehamar پارک کے باہر جا کر رکی۔ ٹکٹ خریدے گئے اور سب ناصرات و لجنات پارک کے اندر جا پہنچیں۔ سب کو ایک جگہ اکٹھا کیا، سارا سامان وہاں رکھا گیا اور ناصرات کو ان کی دوستوں کے ساتھ ہی گروپس میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر گروپ کی دو انچارج بنائی گئیں۔ ایک بجے یہیں کھانے کے لئے ملنے کا کہہ کر ہر گروپ کی انچارج اپنی ناصرات کو لے کر جھولوں کی طرف بڑھیں۔

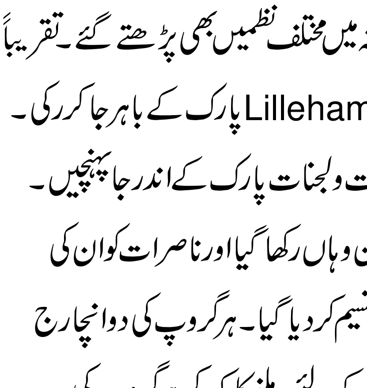

ناصرات نے خوب جی بھر کر جھولے لینے شروع کئے۔ شکر ہے کہ جھولوں پر اتنا رش نہیں تھا اس لئے ایک ایک جھولے کو تین چار بار لگاتار بھی لیتی رہیں۔ ابھی آدھا پارک ہی گھوما تھا تو ایک بجے کھانے کا وقت ہو گیا۔

تمام انچارج اپنی ناصرات کے ساتھ مقررہ جگہ پر پہنچ گئیں۔ جہاں ہم نے پہلے سے ہی پیزا بک کروایا ہوا تھا۔ سب نے مزے سے گرما گرم پیزا کھایا اور ٹھنڈی مشروب سے لطف اندوز ہوئیں۔ کھانا کھانے کے بعد باقی پارک کو فتح کرنے کے لئے ناصرات اپنی انچارج کے ساتھ روانہ ہوئیں۔

اس پارک کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں ہر عمر کے بچوں کے لئے جھولے ہیں جس کی وجہ سے ناصرات معیار سوئم سے لے کر اول تک تمام بچیوں نے خوب انجوائے کیا۔ مختلف ڈاکومنٹریز دیکھیں اور کھانے پینے کی چیزیں خریدیں۔ آتے جاتے اور جھلوں پر ایک دوسرے سے ملتی اور تبصرہ کرتی رہیں۔

پارک کے بند ہونے کا وقت 6 بجے تھا۔ دل تو ابھی اور جھولے لینے کا تھا لیکن بادل نخواستہ بچیوں کو اب رخت سفر باندھنا پڑا۔ لیکن اللہ کے فضل سے ہم نے جھولے لے لے کر اپنی ٹکٹوں کے پیسے خوب اچھی طرح وصول کر لئے تھے۔

6 بجے سب بس پر سوار ہوئے اور دعا کے ساتھ یہ قافلہ واپسی کے لئے روانہ ہوا۔ روانگی کے تھوڑی دیر بعد انصار انکل نے سب کو باجماعت نمازِ ظہر و عصر پڑھائی۔ سارے راستے ناصرات آج کے دن پر تبصرہ کرتی اور ایک دوسرے کو اپنے قصے سناتی آئی۔ کسی قسم کی تھکاوٹ کا احساس ان کے چہروں پر نہ تھا۔ راستہ میں انہیں پیزا اور کولڈ ڈرنکس دیے گئے اور دو گھنٹے کا سفر کر کے بس واپس مسجد پہنچی۔ جہاں پہلے سے والدین ناصرات کو لینے پہنچے ہوئے تھے۔ اللہ کے فضل سے یہ ایک نہایت کامیاب پکنک رہی اور سب ناصرات نے خوب انجوائے کیا۔ ماؤں کی طرف سے بھی یہی کمنٹس ملے کہ ناصرات بہت خوش آئی ہیں۔ اور ہم نے ناصرات کی خوشی میں خوش ہوتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ سب بخیر و خوبی اپنے انجام کو پہنچا اپنے گھروں کی راہ لی۔

آخر میں ہم انصار انکل (مکرم وحید الدین چوہدری صاحب) کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جن کے ساتھ ہونے سے ہمیں کافی سہولت رہی۔ جزاکم اللہ واحسن الجزاء

بچوں کی دنیا

عید الضحیٰ کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماہ اکتوبر میں عیدالاضحیٰ منائی جارہی ہے۔اس عید کو بڑی عید بھی کہا جاتا ہے اور قربانی کی عید بھی۔

یہ عید ہمارے لئے پیغام لے کر آتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ،حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سنت پر چلتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

اس زمانے میں احمدی ہی ہیں جو قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کررہے ہیں اس حوالے سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے فرمایا

"یاد رکھیں قربانیاں ہمیشہ رنگ لاتی ہیں۔آج یہ ہماری قربانیاں ہی ہیں جو دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنے کا باعث بنیں گی۔پس اپنی قربانیوں کی روح کو اپنے اندر سے کبھی مرنے نہ دیں کہ یہی روح پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔" خطبہ عیدالضحیٰ بیان فرمودہ 28 نومبر 2009

احمدی بچی کی ڈائری

کیسے پتا چلے کہ آج کا دن کل کے دن سے اچھا گزرا؟

آئیے ہم آپ کو بتاتے ہیں۔

آنحضورﷺ نے فرمایا کہ مومن کا ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے اچھا ہونا چاہیے

دنیا میں جو بھی کامیاب لوگ گزرے ہیں ان کا یہ طریق رہا کہ وہ رات کو سونے سے پہلے ڈائری لکھا کرتے تھے کہ آج سارا دن ہم نے کیا کام کیا۔اس طریق سے سارے دن کی تفصیل معلوم ہوجاتی ہے کہ مثلاً کتنا وقت دین کیلئے خرچ ہوا،کتنا وقت پڑھائی کی،کتنا وقت کھیل میں حصہ لیا،کتنا وقت آرام کیا اور کتنا وقت ضائع ہوا۔۔وغیرہ وغیرہ

روزانہ ڈائری لکھنے سے روزانہ کا ریکارڈ جمع ہوتا جاتا ہے اور آپ اس کے ذریعہ اپنے کام کو ہر آنے والے دن میں بہتر سے بہتر بنا سکتے ہیں۔

اس ماہ کا پیغام

یہ بات یاد رکھیں کہ روزانہ MTA ضرور دیکھیں اور اس پر آنے والے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے LIVE پروگرامز تو کبھی ضائع نہ ہونے دیں

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

۔اپنا اخلاق ہر صورت میں بلند رکھو۔ہمارا مذہب یہی سکھاتا ہے (قائداعظم)

۔لکڑیاں علیحدہ علیحدہ جلاؤ تو دھواں دیتی ہیں،اکھٹی جلاؤ تو روشنی فراہم کرتی ہیں (نپولین)

۔ہمت ہارنا ناکامی کی طرف پہلا قدم ہے (علامہ اقبال)

۔وقت کا بہترین استعمال کرو اور بہتری اور کامیابی کے حالات کو ہاتھ سے پھسلنے نہ دو (شیکسپئر)

کنگ کوبرا

دنیا کا سب سے لمبا زہریلا سانپ ''کنگ کوبرا'' ہے جسے شیش ناگ کہتے ہیں۔عام طور پر اس کی لمبائی 13 فٹ ہوتی ہے اور وہ اپنے جسم کا 4 فٹ حصہ زمین سے سیدھا کھڑا کر سکتا ہے۔یہ گوشت خور ہے،جس کا کاٹا ہوا جاندار چند ہی منٹوں میں مر جاتا ہے کیوں کہ اس کا زہر دوسرے سانپوں کی نسبت بہت زہریلا ہوتا ہے یہ ایک ہی دفعہ کاٹنے میں اپنے ڈنک سے اتنا زہر نکالتا ہے جو بیس آدمیوں یا ایک ہاتھی کو جان سے مار سکتا ہے۔کنگ کوبرا ہندوستان،چین کے جنوبی اور شمالی مشرقی ایشیا کے ہرے بھرے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔یہ اپنے شکار کو ثابت نگل جاتا ہے۔مختلف علاقوں میں پائے جانے والے کنگ کوبرا کا رنگ مختلف ہوتا ہے یہ درختوں پر بھی چڑھ سکتا ہے اور پانی پر بھی تیر سکتا ہے۔کنگ کوبرا کی عمر تقریباً 20 سال ہوتی ہے۔یہ دیگر سانپوں کی طرح بہرہ ہوتا ہے۔

بلند ترین

☆سب سے بلند چوٹی ''ماؤنٹ ایورسٹ'' نیپال تبت میں ہے اس کی بلندی 29028 فٹ ہے

☆سب سے بلند عمارت ''سی این ٹاور'' کینیڈا میں ہے اس کی بلندی 1815 فٹ ہے اور اس کی 110 منزلیں ہیں

☆سب سے بلند آبشار ''سالٹو آنجل'' جنوبی امریکہ میں ہے۔اسی بلندی 3212 فٹ ہے

☆سب سے زیادہ بلند درخت امریکہ کی ریاست کیلی فورنیا میں ہیں۔اس کی بلندی 367 فٹ ہے

❁گھر کے تمام افراد کھانا کھا رہے تھے کھانے کے دوران بچے نے باپ کو آواز دی ''ابو'' باپ نے بیٹے کو ڈانٹ دیا کہ '' خبردار کھانے کے دوران بولتے نہیں'' جب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو باپ نے کہا بیٹا اب بتاؤ کیا بات ہے

بیٹے نے کہا:ابو جان آپ جو کھانا کھا رہے تھے اس میں مکھی تھی

❁ایک دادا جان اپنے پوتے کو صبح صبح اُٹھنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے بتا رہے تھے کہ چڑیاں صبح صبح اٹھتی ہیں،انہیں باغ میں بہت سے کیڑے مکوڑے کھانے کو مل جاتے ہیں

پوتا بولا''لیکن دادا جان،یہ بھی تو سوچیے کہ اُن کیڑوں کو صبح صبح اٹھنے کی سزا بھی تو مل جاتی ہے''

❁ماں: بیٹا تم کتاب کی جلد کو صابن سے کیوں دھو رہے ہو

بیٹا: اس لئے کہ صابن جلد کی حفاظت کرتا ہے

کیا آپ ایسا بنا سکتے ہیں!!

OPPSKRIFTER

Haania Karim

COCONUT DREAM

INGREDIENSER

1,25 dl kokosmelk boks
3 dl ananasjuice
2 kuler vaniljeis
100 gram ananasbiter

Kjør kokosmelken, ananasjuicen, iskremen og ananasbitene i en hurtigmikser. Hell drikken i glass og pynt med ananasbitene som er igjen.

Andleeb Anwar

FROKOSTTIPS

INGREDIENSER

3 dl store/lettkokte havregryn
2 dl ekstra-lett melk
En klyp salt
En håndfull med bær
En håndfull med nøtter
Litt kanel

Ha havregryn og melken i en kjele og gi badingen et oppkok. Tilsett saltet mens grøten koker. Rør om med en kje til grøten har tyknet. Store havregryn vil ta omtrent fem minutter får grøten tykner, mens de lettkokte grynene vil tykne etter ca. tre minutter. Ha grøten i en skål eller en dyp tallerken, dryss kanel for litt ekstra smak. Hvis du ønsker å pynte litt på den gammeldagse grauten kan til tilsette noen jordbær i skiver og strø over med knuste valnøtter. Du kan variere grøten etter eget ønske.

Nyt gjerne luksusfrokosten med en god bok og opplev starten på en sunn hverdag.

feiringen er det en historie vi har hørt mange ganger.

For flere tusen år siden fikk Profeten Abraham[as] beskjed om å ofre sin høyt elskede sønn for Gud. Da han fortalte dette til Ismail, hans sønn, og spurte om hans råd svarte Hazrat Ismail[as]: ***«Kjære far! Gjør som Gud har befalt deg, du vil finne meg blant de tålmodige, InshAllah.»*** Dagen da Profeten Abraham[as] skulle ofre sin sønn ble meget spesiell. Da han skulle slakte sønnen ble han stoppet av Gud, og fikk beskjed om at hans ofring var blitt godtatt. Han trengte ikke å ofre sin sønn, i stedet skulle han slakte et dyr. Vi følger denne tradisjonen i perioden før Eid-ul-Adha. Enhver som har en inntekt ofrer et dyr på denne dagen.

Vi må huske på denne lydigheten Hazrat Ismail[as] viste da han godtok Guds ønske. Dette bør være nivået av lydighet til hvert barn. Vi bør alle prøve å følge Hazrat Ismails[as] eksempel i vår hverdag, spesielt nå som Eid-ul-Adha nærmer seg. Lykke til!

VISSTE DU AT …

- Folk som lyver til deg, har en tendens til å se opp og til venstre.
- Det er umulig å ta sitt eget liv ved å holde pusten. Man vil besvime og starte å puste igjen.
- Flere mennesker dør årlig av esler enn av flystyrter.
- Alle mennesker har sin unike lukt, bortsett fra eneggede tvillinger - de lukter det samme!
- Det er 9 millioner andre som har bursdag samme dag som deg.
- En vanlig blyant skriver ca. 50 000 ord før den går tom for bly.
- Det er umulig å nyse med øynene åpne.

KAN DU FINNE DISSE ORDENE?

- Islam
- Moske
- Minaret
- Eid
- Tahajjud
- Khalifat
- Muhammad
- Koranen
- Martyr

M	B	G	Y	L	S	H	F	T	T	Z
O	I	S	L	A	M	R	E	P	A	J
S	D	Y	N	X	Y	R	L	M	H	E
K	G	H	I	T	A	C	F	U	A	W
E	R	U	R	N	S	K	Y	H	J	I
A	T	A	I	A	N	O	D	A	J	P
B	M	M	E	H	P	R	O	M	U	K
K	H	A	L	I	F	A	T	M	D	B
Z	O	K	U	S	D	N	F	A	K	T
S	I	L	M	A	R	E	T	D	I	U
E	M	I	S	L	L	N	H	E	R	K

Safia Sahar Qaisrani

BARNAS SIDE

VET DU HVEM SAHIBZADA ABDUL LATIF VAR?

Sahibzada Abdul Latif levde i provinsen Khost øst i Afghanistan. Han eide mange områder i denne provinsen og hadde stor innflytelsen på kongene i landet. Sahibzada Abdul Latif var en veldig vis mann og hadde studenter som kom til ham fra fjernt og nært. Han var svært opptatt av religionen og brukte mye av tiden sin på dette. Han kunne sitere flere tusen *Hadith* utenat og holdt ofte foredrag om både *Hadith* og den hellige Koranen.

I 1889 fikk Sahibzada Abdul Latif kjennskap til Hazrat Mirza Ghulam Ahmads[as] kunngjøring om at han var den ventede Messias og Mahdi. Han leste en bok skrevet av den utlovde Messias[as] og skjønte med en gang at dette var mannen verden hadde ventet på. Han rådet sine elever til å dra til denne mannen, og sendte noen av dem til Qadian. Da de returnerte til Afghanistan hadde de konvertert. Senere dro Sahibzada Abdul Latif selv til den utlovde Messias[as] sammen med et par andre menn. Planen var å dra på pilegrimsreise men så langt kom de ikke.

Sahibzada Abdul Latif ble værende i Qadian i flere måneder, og benyttet seg av den tiden han hadde med den utlovde Messias[as]. De fikk et godt og nært forhold, men etter ca. tre måneder måtte Sahibzada Abdul Latif reise tilbake.

Da de kom frem til Afghanistan begynte folk å gratulere dem med pilegrimsreisen, men han avkreftet dette og fortalte dem i stedet om den utlovde Messias[as]. Mange rådet ham til ikke å snakke om dette for han kunne risikere å bli drept. Sahibzada Abdul Latif ga seg ikke likevel. Han skrev til og med brev til kongen i Kabul og andre høytstående mennesker for å forkynne budskapet.

Da kongen fikk vite om dette bestemte han seg for at Sahibzada Abdul Latif måtte isoleres og fengsles på grunn av troen på den utlovde Messias[as]. Sahibzada Abdul Latif var sterk i sin tro og ville ikke gi opp. Han var ikke redd for å dø for sannheten. I løpet av fangenskapet fikk han flere ganger tilbud om å slippe straff hvis han gikk bort fra sin tro, men han nektet. Til slutt ble han dømt til døden. Han ble ført til et sted i Kabul for å bli steinet. Da de hadde kastet et par steiner på ham fikk han en siste mulighet til å endre sin tro, men han forlot ikke sannheten. Han ofret alt han hadde – til og med livet – for Gud.

Da den utlovde Messias[as] fikk beskjed om denne hendelsen profeterte han om Kabuls fremtiden og den uendelige ufreden som ville råde blant det afghanske folk. Og helt siden den dagen og frem til nå ser vi at dette området har vært preget av uro og krig.

EID-UL-ADHA

Hvert år feirer vi Eid-ul-Adha omtrent to måneder etter Ramadan. Bak denne

aktuelt å teste for dette hos personer med fedme av grad III hvor fedmen er tilstede allerede i barnealderen.

Overvektige er i risiko for å få en lang rekke sykdommer, først og fremst økt risiko for hjerte-karsykdommer: angina, hjerteinfarkt, hjerneslag eller trange blodårer i beina. I tillegg er det kjent at overvekt er knyttet til økt risiko for noen kreftformer. Overvekt øker også sannsynligheten for slitasjeforandringer i hofter, knær og rygg, og for urinsyregikt, gallesteinssykdom og fettlever. Overvekt kan også føre til søvnvansker og søvn apné – pustesvikt under søvn. I tillegg kan psykiske vansker være en følge av overvekt. Helsegevinsten av å redusere vekten er større jo yngre man er. Hos eldre synes det ikke å være noen økt dødsrisiko forbundet med overvekt. Det å opprettholde normalvekt, unngå overvekt og fedme og være fysisk aktiv, er en viktig måte å minske risikoen for flere kroniske folkesykdommer på.

Å opprettholde normalvekt innebærer å ha en balanse mellom energiinntak og energiforbruk.
Balansen mellom energiinntak fra maten og energiforbruk ved fysisk aktivitet er helt avgjørende for om man holder kroppen i vektbalanse, eller går opp eller ned i vekt. Mange inntar mer energi enn de forbruker.

Regelmessig fysisk aktivitet – minst tretti minutter moderat intensitet per dag – reduserer risiko for overvekt og fedme. Aktivitet utover dette har trolig ytterligere effekt. Fysisk aktivitet vil i tillegg bidra til å fremme og opprettholde god helse og redusere risikoen for flere kroniske sykdommer. Samtidig viser erfaring at det for de fleste er vanskelig å oppnå varig vektreduksjon når man først har blitt overvektig. Forebygging av overvekt er derfor av stor betydning

> *Tretti minutter fysisk aktivitet med moderat intensitet hver dag reduserer risikoen for overvekt og fedme.*

TRENING OG KOSTHOLD – EN BALANSEKUNST

For å forstå kroppens behov må man ta hensyn til sammenhengen mellom trening og kosthold. Den gylne regelen krever at man forbrenner like mye som man spiser. Det ikke er mulig å punktslanke, dvs. at du utfører spesialiserte øvelser som er beregnet på mage og deretter forventer at du skal miste all magefettet som ligger på overflaten. For selv om magemusklene styrkes vil all fettet skjule dem. Kroppen vår er en sammenhengende mekanisme, og for å stramme den opp kreves det mosjon for hele kroppen. Kondisjonstrening og styrketrening som tar for seg store muskelgrupper er en solid kombinasjon for kroppens velvære. For å få kontroll på kostholdet, må man være klar over de ingrediensene som er i maten istedenfor antall kalorier. Du bør helst velge produkter som har et lavt innhold av karbohydrater, salt og fett men en høy andel av proteiner som gir en rask metthetsfølelse. Det finnes også sunnere typer for karbohydrater og fett som finnes i grove kornprodukter, avokado og mandler. Alle bør prioritere mat som er basert på rene råvarer istedenfor halvfabrikata. En hovedregel er å finne den livsstilen som passer for *deg.* Ta gjerne en titt på oppskriftsiden for oppskrift på en sunn og mette frokost.

Saima Andleeb Khan

FEDME OG LIVSSTIL

Vekt og høyde henger sammen, derfor vanlig å bruke kroppsmasseindeks, BMI – body mass index – i stedet for antall kilogram når vi definerer normalvekt eller fedme. BMI gir et godt bilde av fettmengden i kroppen. Kroppsmasseindeks beregnes som BMI = $\frac{vekt\ (m)}{høyde^2(kg)}$.

Verdens helseorganisasjon – WHO – har definert grenser for normalvekt og ulike grader av overvekt. En BMI-verdi fra 18 til 25 defineres som normalvekt.

Kategori	**BMI**
Undervektig	< 18,5
Normal kroppsvekt	fra 18,5 til 24,9
Overvektig	fra 25 til 29,9
Fedme, grad I	fra 30 til 34,9
Fedme, grad II	fra 35 til 39,9
Fedme, grad III (ekstrem fedme)	> 40

Overvekt er forbundet med økt risiko for hjerte-kar sykdommer og for utvikling av sukkersyke – type 2-diabetes. Personer med økt midjemål er mest disponert for sukkersyke. Det er derfor også vanlig å registrere midjemålet hos personer som får behandling for overvekt. Midjemålet brukes blant annet for å kartlegge slankeprosessen. Dersom vedkommende i fysisk aktivitet og erstatter kroppsfettet med muskler kan slankingen noen ganger vises bedre på midjemål enn på BMI. Et midjemål større enn 102 cm regnes som helsefarlig hos menn, mens et midjemål større enn 88 cm ansees som risikabelt for kvinner. Tidligere var det også vanlig å registrere hoftemål, men det viste seg at det ikke ga noen nyttig tilleggsinformasjon. Det er først og fremst overvekten som utgjør risiko for sykdom, ikke hvordan overvekten er fordelt.

Det er en utbredt enighet om at dette er et dilemma knyttet til livsstil hvor mange faktorer virker i samme retning. Dagens livsstil har ført til at det daglige inntaket av kalorier er større enn det daglige forbruket. Man mener at blant de viktigste faktorene finner vi samfunnsutviklingen med mer stillesittende arbeid, mer stillesittende fritid og mindre naturlig mosjon. I 2005 brukte den gjennomsnittlige nordmann 3,5 timer av fritiden daglig foran tv- eller dataskjerm. I tillegg har vi nærmest ubegrenset tilgang på matvarer, økt tilbud av kaloririke matsorter og drikke. Vi regner med at de aller fleste tilfeller av fedme eller overvekt har de overnevnte årsakene.

Noen hormonforstyrrelser kan føre til overvekt, men disse utgjør en liten andel av alle tilfellene. Blant disse sykdommene finner vi lavt stoffskifte – hypotyreose – og den sjeldne sykdommen Cushing syndrom som er en sykdom som skyldes forhøyet produksjon av et steroidhormon – glukokortikoid, kortisol – som normalt dannes i binyrene. I tillegg kan det være økt produksjon av mannlige kjønnshormoner, androgener. Betegnelsen syndrom innebærer at det kan foreligge et mangfold av symptomer og tegn. Det finnes arvelige tilstander som medfører fedme, og det er

En ikke-Ahmadi muslim venninne av meg har arrangert en samling for «Eid-Mila-du-Nabi[saw]», der jeg er invitert. Er det riktig av meg å delta i en slik sammenkomst?

Hva har de planlagt å gjøre under et slikt arrangement? Det har blitt fortalt at de utfører det på en annerledes måte. På slutten står alle kvinnene opp for å understreke at Profeten Muhammads[saw] kjøretøy har ankommet. Dette et er feil måte å hylle ham på, men du kan gjerne delta. Lytt gjerne til diktene, og hvis dere ønsker å bidra kan dere gjerne holde en tale, fordi ingen andre har så stor kunnskap om den hellige Profeten[saw] som en Ahamdi har. Når de på slutten står opp for å utføre «Milad» kan du også stå opp, men det er feil. Profeten Muhammad[saw] hadde intet kjøretøy.

En nylig konvertert Ahamdi kvinne lurte på hvordan det kan være tre ulike datoer for starten av Ramadan og Eid-feiringene for de ulike byene?

Det kan ikke være to eller tre dagers forskjell. Profeten Muhammad[saw] har forklart prosessen og Allah har veiledet oss. Vi opplever ofte at det er skyete vær i de nordlige landene uavhengig av årstid, klokkeslett og månens posisjon. Noen ganger kan vi se månen fra den østlige halvkulen, mens andre ganger på fra vestlige halvkulen. Jeg har dannet en komité der hensikten er å finne resultater ved hjelp av undersøkelser som baserer seg på vitenskapelige retningslinjer. Man kan se månen med det blotte øye når himmelen er klar. Å se med det «nakne øyne» vil si at man kan se månene uten teleskop eller andre hjelpemidler. Hvis himmelen ikke er skyete kan man ifølge vitenskapelige bevis se månen, noe som er en anerkjent metode.

En kvinne fortalte at hun utførte Tabligh ved å etablere kontakt med kirker, der bekjente kristne deltar i våre programmer og respekter våre tanker og samarbeider med oss, men hvordan skal vi klare å videreføre budskapet til Sunni-muslimske kvinner? Skal vi delta i deres arrangementer?

Inviter dem på våre interreligiøse programmer og gi dem et budskap om den sanne troen. Gi de kristne et innblikk kristendommens lære, og inviter jødiske representanter. Når du presenter om den sanne Islam, vil vedkommende bli klar over at du tror på den sanne læren. I stedet for å delta i deres interreligiøse programmer, kan du holde kontakt med dem slik at de kan delta i deres sammenkomster. De fleste religiøse gruppene nærer uenigheter dem imellom. Når du gjør det klart for dem at dere ønsker å spre sanne troen, vil de gå til sine lokale grupper og fortelle dem at Ahmadi-muslimer tror på den ene Gud, Profeten Muhammads[saw] posisjon som *Khatm-e-Nabuat*, og den Ytterste dag.

I dette landet er det vanlig å håndhilse med både kvinner og menn, noe som blir vanskelig for oss. Huzoor[aba], veiled oss i denne henseende.

Vanligvis rekker ikke menn ut hånden, og da trenger man ikke håndhilse, men det er viktig at du forklarer dem på en riktig måte at det ikke er akseptabelt i religionen vår å håndhilse med menn. I slike tilstander vil folk ofte ta hensyn til dine religiøse skikker. Om du havner i en situasjon der du blir tvunget til det, bør du rolig forklare dem, for hvis du forteller dem på en aggressiv måte vil de selvfølgelig bli såret. Det er Ladjnas plikt å veilede deres menn for at de skal unngå håndhilsning med andre kvinner.

Møte med Huzoor[aba]

NOEN PROBLEMSTILLINGER

Du sier at Gud hører på deg når du ber til Ham. Hvis bønnen ikke blir hørt sier man at Gud kanskje ikke ønsket det eller at det ikke var noen fordel i bønnen. Hvordan kan jeg gi datteren min et tilfredsstillende svar?

Gud har kunnskap om det det vi ikke ser og det vi ikke vet. Han vet om det skjulte og det åpenbare. Derfor burde man be i tilfeller der det er nødvendig – som for eksempel ved giftermål – og da kun du samtidig benytte deg av *Istakhara* slik at du kan forstå Allahs Vilje og hva Ham mener er det beste for deg. Hvis en for eksempel en person ber om ber om utmerkelse i et felt på grunn av sin harde innsats, kan han ikke alltid forvente et positiv svar, ettersom det kan være noen som har arbeidet hardere enn vedkommende. Når Gud vet at det er noen som har gjort en bedre innsats enn deg vil han få sin fortjente belønning. For det andre hører Gud på dine bønner, barnas bønner, og flere jenter har gitt uttrykk for at deres bønner har gått i oppfyllelse. Noen ganger må vi tenke over hvorfor folk som tilhører andre religioner skal få noe som er bedre. De som gjør en bra innsats skal belønnes, ellers vil det være urettferdig fra Guds side.

Ut ifra min egen erfaring kan jeg fortelle dere om en hendelse der jeg avla en eksamen som jeg var svært misfornøyd med, og jeg var veldig sikker på at jeg kom til å stryke. Hele tiden frem til sensurdatoen tilbrakte jeg med å be og til å klamre meg til Gud. Jeg var ganske sikker på at eksamenen hadde vært vanskeligere enn den pleier å være, og det viste seg at det var tilfelle, slik alle elvene fikk ekstra poeng, og jeg fikk ståkarakter.

Vi sier at Gud er mer barmhjertige enn sytti mødre til sammen, men når vi rammes av ulykker og sorg sier vi at Ham er Uavhengig.

Dette er et lite spørsmål som krever et omfattende svar. Allah er sannelig Uavhengighet. Han forteller oss i den hellige Koranen at Han ikke vil straffe folk ved å utrydde hele menneskeheten, men heller enkelte liv på jorden, altså fjerner det du er avhengig av. Gud er Allvitende om hvordan Han skal optimalisere denne verden. Det er ikke kun de fattige som rammes av katastrofer. I de siste dagene ble Kannada rammet av en kraftig naturkatastrofe. En gutt fra Calgary spurte meg hvorfor det er bare fattige som rammes av katastrofer. Jeg svarte at det oppstår katastrofer både i Amerika og her. På grunn av kraftig regn i Calgary ble flere hus i de mer velstående strøkene oversvømt. Gud er Allvitende om hvordan Han skal straffe folket, og hvordan Han skal optimalisere. Rike folk dør også, men deres bortgang påvirker de fattige på grunn deres avhengighetsforhold til dem. Allah har sagt at for å utrydde deg, kan Jeg utrydde hvem som helst.

> *Noen ganger må vi tenke over hvorfor folk som tilhører* ***andre religioner*** *får noe som er* ***bedre****. De som gjør en bra* ***innsats*** *skal* ***belønnes****, ellers vil det være* ***urettferdig*** *fra Guds side.*

sønn i ørkenen. Så siden han var så trofast til Gud, bestemte han seg for å ofre sin eneste sønn på nytt. Han rådførte seg med sønnen sin, fortalte ham hele situasjonen om alle drømmene. Ismail[as] samtykket uten å nøle og sa *«gjør det du blir bedt om! Du vil InshAllah vitne min tålmodighet.»*

Det endte heldigvis godt. Da Abraham[as] hadde bestemt seg, og lagt sønnen sin på bakken, fikk han åpenbaring om at han allerede hadde fullført drømmen sin da han forlot sin kone og barn i en øde ørken. Han ble i stedet bedt om å ofre et lam.
Maken til trofasthet, lydighet og offervilje er vanskelig å finne i verden. Abraham[as] eide ingenting. Etter en lang ventetid fikk han endelig et barn. Så ble han bedt om å ofre ham to ganger. Og begge gangene virket det som en umulighet, men han gjorde det, og var klar for å gjøre det igjen.

Eid-ul-Adha markerer denne hendelsen slik at muslimene skal lære av profeten Abrahams[as] og Ismails[as] store offervilje og kjærlighet til Gud. Muslimene slakter et lam og deler det ut blant fattige mennesker. I urdu kalles Eid-ul-Adha også for *baqra*-Eid, altså lammets Eid.

Eid-ul-Fitr og Eid-ul-Adha er ikke som alle andre høytider, disse høytidene skal tilbringes med å reflektere over hvilken tilstand vi befinner oss i. I hvilken grad er *vi* villige til å forme oss etter Allahs vilje og i hvilken grad er *vi* villige til å ofre det vi har kjært?

Ibn Abbas beretter at da Abraham ble kastet inn i iden var hans siste ord som følgende: «Allah er tilstrekkelig for meg for Han er en utmerket Vokter.» Den hellige Profeten[saw] svarte på samme vis da han ble fortalt at folk hadde samlet seg mot han og at han burde frykte dem. Den advarselen styrket muslimenes tro og de sa: «Allah er tilstrekkelig for oss for Han er en utmerket Vokter».

Bokhari.

Zakia Malahat Yasir

EID

Alle religioner har utvalgte dager som har en spesiell betydning for dens tilhengere. Høytidene markerer noe som er hellig og viktig for de troende. Disse dagene er omfatter festligheter og en unik atmosfære, som både store og små drar glede av. Store forberedelser blir stelt i stand, gater og hus pyntes. Muslimene har to høytider; Eid-ul- Fitr og Eid-ul-Adha. Ramadan måneden, som er muslimenes helligste måned, avsluttes med Eid-ul-Fitr. Ti uker etter Eid-ul-Fitr feirer muslimene Eid-ul-Adha for å markere profeten Abrahams^{as} og Profeten Ismails^{as} lydighet overfor Allah.

Begge høytidene har et dypt forhold til åndelighet. Eid-ul-Fitr skal være en dag hvor muslimene feirer avslutningen av fastemåneden Ramadan. Under Ramadan måneden skal muslimene faste og gå igjennom en spirituell trening, hvor man skal streve etter å forme seg i tråd med Allahs vilje. Eid-ul-Fitr er en gledelig dag for de som har gjort en oppriktig innsats under Ramadan; denne dagen skal de feire renselsen og forandringen de har oppnådd mens de fastet for Allah.

> *I hvilke grad er vi **villig** til å forme oss selv etter **Allahs Vilje** og i hvilken grad er vi villig til å **ofre** det vi har **kjært**?*

Hazrat Umme Atia beretter at den hellige Profeten^{saw} pleide å be alle, til og med kvinner og barn, om å delta under Eid-bønnene. Selv menstruerende kvinner ble bedt om å komme på Eid og være med på dens stillebønn. Men de ble selvfølgelig ikke med på selve Eid-bønnen. Dette ble lagt så mye vekt på at det til og med ble sagt at hvis det er ei kvinne som ikke har noe ordentlig å tildekke seg med, så skal hun låne fra venninnen sin og komme på Eid. Den hellige Profeten^{saw} var veldig nøye med å vaske seg denne dagen. Han pleide å ta seg et bad, pusse tennene og ta på seg parfyme og rene klær. Om det var mulig så tok han helst på seg nye klær. På Eid-morgenen spiste Profeten^{saw} noen få dadler. Så dro han til Eid-bønnen.

Eid-ul-Adha er muslimenes største helligdag og kalles også for «store Eid». Høytiden starter den tiende dagen i det islamske årets tolvte måned, Dhul-Hijja. På denne dagen ofrer pilegrimene et dyr i Mina – ved Mekka – til minne om Abraham^{as} som var villig til å ofre sin sønn.

Abraham^{as} hadde lenge ønsket seg barn. Flere steder i den hellige Koranen leser vi om de ydmyke bønnene han ba til Gud i en lang periode. Etter en lang ventetid fikk Abraham^{as} endelig sitt ønske oppfylt av Gud. Han fikk en sønn som ha kalte Ismail.

Ismail^{as} vokste og nådde stadiet hvor han var i stand til å oppfatte ting. Abraham^{as} kommer på besøk og får gjentatte åpenbaringer om at han skal ofre sin sønn. Abraham^{as} forsto ikke drømmen, ettersom han allerede hadde fullført en drøm og ofret sin sønn da han forlot sin kone og eneste

Hvilke råd ønsker De å gi til foreldre og den yngre generasjonen?

Egentlig er det oppdragelsen man får før man bli ungdom som er den grunnleggende. Foreldre som har lært sine barn gode bønnevaner har sikret dem en trygg fremtid. Dette er en grunnleggende egenskap. Den som har en god bønnevane kan ta imot enhver formaning. De som ikke ber namaz, uansett hvor god utdanning de har, har store vanskeligheter med å akseptere noe som går mot deres eget ønske. Namâz er det fundamentale. Hvis foreldre lærer barna sine gode bønnevaner, slik at barna føler en glede i deres Namâz og på den måten ikke kan leve uten Namâz, da vil de bli påvirket av enhver formaning. Det kan se ut som deres datter eller sønn ikke hører etter, men senere vil dette vise seg å ha en sterk påvirkning på dem.

Noen formaninger kan være så spesielle at man blir overrasket over deres effekt. Jeg møtte en gang en herre fra Karachi. Han fortalte at Hazrat Musleh Maud[ra] pleide å få ham til å love som ung at han skulle klare å gjøre minst en Bait i året. Denne herren var selv en nyligkonvertitt, men han klarte å gjøre mange Bait. Han fortalte at det en gang kom en engelskmann til moskeen. Han begynte å snakke engelsk med vedkommende. Så fant han ut at mannen ikke var engelsk men bare så sånn ut på grunn av sin lyse hudfarge. Han begynte å gjøre Tabligh til mannen. Da svarte mannen at han ikke hadde kommet for Tabligh, men for å gjøre Bait. Han fortalte at han pleide å arbeide som kaptein på en båt. Der traff han en Ahmadi som ga ham en bok han kunne lese – *Islamske grunntanker*. Han hadde tatt imot boken og sa at han ikke hadde tid til å lese den akkurat da, men at han ville lese den når han fikk muligheten. Etter tjue år gikk han av med pensjon og fikk mulighet til å lese boken, og tok dermed avgjørelsen om å gjøre Bait. Det så ut som om formaningen fra denne Ahmadi muslimen muligens hadde vært bortkastet, men slik var det altså ikke.

Enkelte ganger kan man bli frustrert og begynne å si negative ting om barnet sitt som for eksempel at han eller hun ikke adlyder og ikke hører etter. Deretter begynner man å fortelle det samme om barnet sitt til andre. På den måten skader vi selvtilliten til barnet. Ha alltid positive forventninger og vis tillitt over for deres barn. Hvis man viser barna tiltro vil formaninger alltid ha en rask påvirkning på dem. Når det gjelder formaninger har Allah lovet at de aldri vil gå til spille. *InshAllah*.

> “*Ha alltid **positive** forventninger og vis **tillit** overfor deres **barn**.*”

Kan De fortelle om en spesiell dua – bønn – som man bør lese?

Det er alltid viktig å gjøre dua. Uten bønn er vi ingenting. En dua som er veldig lett og ifølge meg også grunnleggende er: *«Å Allah, skjenk vår kjære Imam veiledning og støtt ham gjennom den hellige ånd. Å Allah, skjenk vår religion veiledning og støtt den gjennom den hellige ånd.»* Gjennom denne bønnen knytter man et bånd til Kalifatet. Hvis du utvikler en tilknytning til Kalifatet vil alt bli lettere. Derfor er det viktig å adlyde kalifens formaninger, og sende brev til han om dua og konsentrasjon. Alle vanskeligheter vi bli lettere. *InshAllah.*

dro jeg dit og holdt et foredrag og fikk mulighet til å spre Allahs budskap.

Jeg fant telefonnumre i telefonkatalogen og prøvde å kontakte folk som jeg kunne spre det sanne budskapet til. Så førte jeg inn alle aktuelle navn i notatboken min. Da jeg var på vei tilbake, ble jeg undersøkt igjen. De åpnet notatboken og jeg begynte å be til Allah. De så på hver eneste side unntatt den siden der jeg hadde notert ned navn og telefonnummer. Dette var et tegn på Allahs utrolige Storhet, for ellers ville alle som stod i boken fått store vanskeligheter.

Når kom De til Skandinavia og når kom De til Norge?

Jeg kom til Gøteborg den 14. juni i 1956 sammen med Chaudhry Zafrullah Khan. Vi etablerte Skandinavias første misjonshus. Jeg kom til Norge i 1958.

Var det vanskelig å finne et sted å bo og hvordan var befolkningen?

Jama'aten ga meg husleie for et rom. Det var ikke så mange hus på den tiden. Det tok meg seks måneder før jeg fant et rom jeg kunne leie. Før det pleide jeg å overnatte på hoteller eller andre institusjoner. Menneskene var hyggelige og enkle av natur. De var dydige, hadde ingen kontakt med omverdenen, og de var fredelige og seriøse.

Fortell noe om Deres første Bait – konvertering?

Mahmood Eriksson i Sverige og Noor Ahmad Bølstad i Norge var de første Ahmadi muslimene som jeg var med på å konverterte til Islam Ahmadiyyat.

Hva kan De fortelle om Noor-moskeen?

Denne moskeen er Maulana Munir-du-Din Ahmads bragd som var misjonær i Sverige. Vi fant ikke noe sted vi kunne bygge moske, men så kom vi over et bygg som var til salgs. Dette bygget hadde tidligere vært Bulgarias ambassadørbolig. Etter tillatelse fra den tredje Kalifen[ra] ble dette bygget kjøpt, og Huzoor[ra] betalte fra det årlige jubileumsfondet. Huzoor[ra] holdt selv åpningsseremoni i 1980.

Fortell litt om Deres arbeid for Jama'aten – og når gikk de ut i permisjon?

Jeg var Waqf-e-Zindagi og Naib Wakil-Tabshir i flere år i Rabwah. I 1974 hadde jeg hovedansvaret for den engelske posten til den tredje Kalifen[ra]. Jeg fikk også muligheten til å være Ameer i Sverige og Norge. I disse dager har jeg stillingen som leder for Qaza-board – menighetens rettslig avdeling. Jeg gikk ut i permisjon sannsynligvis i 1998

Hvor mange Bait fikk De mulighet til å gjøre?

Med Allahs velsignelse har jeg fått mulighet til å konvertere andre til Ahmadiyyat. Ved åpningen til moskeen i Sverige var det førti danskmenn, tretti-førti jugoslaver og svenskmenn som gjorde Bait. I Noor-moskeen var det åtte-ti nordmenn som utførte Bait. Noor Sahib hadde tre venner som ble Ahmadi, men det var bare Noor Sahib som var oppriktig i sin Bait.

meget problematisk å skaffe seg pass. Det tok seks måneder å få laget passet. Huzoor[ra] pleide å overvåke hele prosessen møysommelig. Da Huzoor[ra] spurte hvorfor jeg ikke hadde reist ennå fikk han beskjed om at passet var klart men at det manglet penger. På den tiden måtte man søke tillatelse fra staten for å kjøpe billett. Huzoor[ra] befalte at jeg skulle bli sendt via sjøveien. På grunn av datidens vanskelige økonomi bestemte Huzoor[ra] seg for at alle misjonærer skulle få en lønn for inntil tre barn. Nå er det andre regler som gjelder. Uansett, det var slik jeg kom til Sverige.

Med hvem og når giftet De seg?

Huzoor foreslo at jeg ikke skulle gifte meg med det samme. På den tiden var det en lov som sa at ugifte misjonærer skulle bli utsendt for tre år, mens gifte misjonærer ble sendt ut for fem år. Etter seks år ble jeg kalt tilbake. I 1963 eller 1964 giftet jeg meg med Munirah i Rabwah. Hun var datteren til min mors bror.

Hvordan var Deres livspartner?

På den tiden ble misjonærer sendt alene til utlandet på grunn av økonomiske komplikasjoner. Dermed så de ikke sin familie på flere år. Jeg prøvde å holde styr på mine følelser. Jeg delte aldri disse følelsene åpent med min hustru slik at hun ikke skulle føle savn. Jeg er takknemlig ovenfor min hustru, for at hun alltid har stilt opp for meg og aldri klaget over noe. Hun var alltid tilfreds med alt. Hun var utrolig gjestfri og fullbyrdet alle forventninger til hustruen av en Waqf-e-Zindagi. Jeg kom hit i 1970 og i 1974 reiste jeg tilbake til Rabwah. I 1975 reiste vi tilbake igjen. Etter det har vi bare blitt boende her. Med Allahs velsignelse har jeg tre barn – to sønner og en datter.

Hvilke land reiste De til?

I tillegg til hele Skandinavia har jeg vært i Indonesia, Singapore, Bangkok, Island og Russland.

Kan De fortelle om en spesiell opplevelse?

Det var forbudt å drive misjonsarbeid i Russland. Da jeg reiste til Russland ble all bagasjen min undersøkt unntatt den kofferten som inneholdt pamfletter. Det er forbløffende hvordan de kunne unngå å se i denne kofferten. Jeg begynte å dele ut disse pamflettene med en gang jeg kom ut av flyplassen. Der traff jeg en professor som jeg ble godt kjent med. Jeg spurte ham om han kunne finne et sted for meg der jeg kunne holde et foredrag. Sikkerhetssystemet var meget strengt i Russland. Professoren klarte å skaffe meg taletid i et institutt. Han ga meg et telefonnummer og sa at hvis de spurte hvem som hadde gitt meg dette nummeret så skulle jeg for all del ikke nevne navnet hans. Så sa han at hvis det skulle vise seg at de ønsket å vite om mine hensikter, så skulle jeg ikke nevne foredraget. Jeg ba til Allah og ringte dem. De spurte hvor jeg hadde fått tak i dette nummeret og jeg svarte at jeg hadde fått det av min guide. Så spurte de hvorfor jeg ønsket å besøke dem. Da svarte jeg at jeg ville komme og besøke deres bibliotek for å lese litt om islams historie. Slik fikk jeg utført den første etappen. Så

> *Jeg **prøvde** å holde styr på mine **følelser**.*

nåværende Khalifens svigerfar; den avdøde Syed Daud Muzaffer Shah. Han var sønnen til min mors eldste søster. Takket være Allahs velsignelse ble vår slekt tilknyttet til familien til den utlovede Messias[as].

Hvor tilbragte De Deres barndom?

Jeg tilbragte hele min barndom i Qadian blant alle Sahabiene; Hazrat Fateh Muhammad Sayyal, Hazrat Dard, Hazrat Wali-Ullah, Hazrat Zafrullah Khan, Hazrat Abdul Rahman og Hazrat Mir Muhammad Ishaq. Huset vårt lå i nærheten av Mubarak moskeen. Med Allahs velsignelse tilbragte jeg tiden min blant alle følgesvennen til den utlovede Messias[as]. Mor hadde jeg ikke, faren min traff jeg veldig sjeldent og morfar var for det meste opptatt med Jama'atrelatert arbeid. Min oppdragelse fikk jeg for det meste av Hazrat Musleh Mauds følgesvenner. Jeg kan ikke huske at jeg noensinne ble fortalt om å be. Ingen vekket meg ved Fadjar-bønnen heller. Jeg pleide å stå opp selv og be alle bønnene i moskeen. Det var utrolig mange velsignelser ved å bo i Qadian som gjorde at jeg overraskende nok alltid fikk lest Fadjar-bønnen i moskeen.

Kan De ihukomme noen hendelser fra Deres barndom?

Jeg ihukommer den dagen da jeg bestemte meg for at jeg aldri skulle gå glipp av en eneste bønn. Jeg var ti-tolv år gammel, det var maghrib-tid og Mubarak-moskeen var tettpakket. Jeg kom dit rett etter å ha lekt og fikk plass utenfor moskeen. Hazrat Musleh Mauds bønner pleide alltid å være så berørende at jeg under denne bønnen bestemte meg for aldri å glipp av en eneste bønn. Jeg ga dette løftet til meg selv og opprettholdt det takket være Hazrat Musleh Maud[ra]. Dette er en hendelse jeg aldri kan glemme.

> *“Jeg kan ikke huske at jeg noensinne ble fortalt om å be.”*

Når tok De avgjørelsen om å utføre Waqf?

Når jeg hørte om Hazrat Musleh Mauds opprettelse av Waqf-ordningen bestemte jeg meg for å bli en del av den med det samme. Det var ingen som ba meg om å gjøre det. Jeg tok avgjørelsen selv uten at noen tok det opp med meg. Når Huzoor[ra] hadde uttalt seg var det ikke nødvendig å spørre noen. Jeg fylte inn søknadskjemaet da jeg var i femte, sjette og syvende trinn. I åttende, da jeg fikk mitt karakterkort, kom morfar smilende bort til meg med et brev og spurte; «Har du gjort Waqf? Nå er du Waqf-e-Zindagi og må gå på Madrasa Ahmadiyya.» Noen slektninger sa at jeg hadde potensiale til å få meg en god allmennutdanning. Men det eneste som hadde noen verdi for meg var kun ordene til samtidens Kalif, og det var det jeg bøyde meg for.

Kan De fortelle noe om Deres første Jama'at-reise etter Waqf?

Under Huzoors rundreise i Europa konverterte en svensk mann til Ahmadiyyat, og han ba Huzoor[ra] om å etablere et misjonshus i Sverige. Etter at Huzoor[ra] kom tilbake spurte han etter meg. Han ble fortalt at jeg var i mitt siste Jamia-år. Huzoor befalte meg om at jeg øyeblikkelig skulle reise til Skandinavia. På den tiden var det

Et portrett av Kamal Yousuf Sahib

INTERVJU

Det er en velsignelse fra Allah at det finnes en skikkelse blant oss som har fått den enestående muligheten til å utføre store ytelser for menigheter i hele Skandinavia, og dessuten mottatt velsignelser fra fire kalifatperioder.

Når og hvor ble De født?

Jeg husker men fødselsdato på grunn av min mors bortgang, ettersom hun gikk bort da jeg var åtte måneder gammel. I følge datoen som står på hennes gravstein, kan min fødselsdato beregnes til den 1. desember i 1933. Jeg ble født i Qadian. Jeg valgt selv å skrive Qadian som mitt fødested på passet mitt, slik at jeg ikke skulle vise svakhet i min tro. Da jeg bestemte meg for å gjøre Hadj, nektet reiselederen å gi meg visum fordi han mente at ordet «Qadian» ville hindre meg i få visum. Han ba meg få laget et nytt pass. Da sa jeg at jeg kun ønsket å utføre Hadj hvis de sto Qadian på passet mitt. Og så, med Allahs velsignelse, fikk jeg visum på nettopp dette passet og fikk dermed utført Hadj.

Fortell litt om Deres foreldre?

Da jeg var åtte måneder gammel gikk min mor bort. Jeg fikk ikke opplevd min mors kjærlighet. Det var min mormor og min morfar, Hazrat Maulwi Sarwar Shah som fikk ansvaret for meg. Jeg anså dem for å være mine foreldre, og jeg valgte å kalle dem «mor» og «far». Det var min morsøster som oppdro meg. De tilhørte Sadat-slekten og min mor var også Syed. Hele slekten var Sadat utenom faren min. Siden de fleste fra min farfars slekt ble kalt Sadat er det mange som kaller meg Syed. Min farfar var en følgesvenn av den utlovede Messias[as]. Han het Seth Abu Bakkar av Jeddah og gjorde Bait i 1908. På den tiden var Sahibzada Mirza Mubarak Ahmad i live og min farfar opplevde hans bortgang. Som følge av enkelte hendelser fikk jeg ikke tilbringe mye av tiden med min farfar og far. Jeg var åtte år gammel da jeg første gang fikk muligheten til å se dem.

I sin tid var min farfar en meget velstående mann. En gang, antagelig i 1924, nevnte Hazrat Musleh Maud[ra] at min farfars egen Chanda var mer enn hele Jama'atens Chanda til sammen. Hans datter, det vil si min fars søster, giftet seg med Hazrat Musleh Maud[ra]. Vår slekt hadde arabiske aner. Jeg vet ikke hvor min far tok sin utdannelse fra, fordi jeg bodde ikke sammen med ham. Vi var fire brødre og jeg var den yngste blant dem. Alle tre brødrene ble oppdratt av min far mens jeg ble oppdratt av min mors familie. Hver gang jeg møtte min far ble jeg alltid overrasket over hvor godt han behersket urdu. Han kunne også utmerket arabisk og engelsk. Den eldste sønnen til den første Kalifen, som ble født som følge av bønn fra den utlovede Messias[as], Hazrat Mian Abdul Hay, giftet seg med min mors søster. Kort tid etter gikk Hazrat Mian Sahib bort. Deretter giftet min mors søster seg med Mahmood-Ullah. De fikk to sønner og en av dem var den

alderen til Hazrat Aishara var minst femten år.

Selv om det på den tiden, var helt vanlig å gifte seg med mindreårige, tok Profeten Muhammad[saw] avstand fra denne skikken og satte sitt ekteskap i live etter at Hazrat Aisha[ra] hadde nådd sin modenhet. Det varme klimaet i Arabia gjorde at jenter modnet raskere enn det de gjør i dag. Dette var en grunn til at både gutter og jenter giftet seg i en tidlig alder.

Et av visdommene bak ekteskapet mellom Hazrat Aisha[ra] og den hellige Profeten[saw], var at ekteskapet deres var et perfekt eksempel på hvordan Allah ønsket å beskrive ekteskap i den hellige Koranen. Dersom Profeten[saw] hadde inngått ekteskap med Hazrat Aisha[ra] under hennes barnealder, hadde ikke ekteskapet vært i henhold til den hellige Koranen. Det står som følgende i den ærverdige Koranen: *«Å dere **troende**, det er **ikke tillatt** for dere at dere mottar **kvinner** i arv mot deres **vilje**»* (4:20). Hvis Profeten Muhammad[saw] hadde giftet seg med Hazrat Aisha[ra] da hun var et barn, ville det stride med det overnevnte verset. Ettersom et barn overhodet ikke vet hva et ekteskap er og hva det innebærer, kan det derfor ikke demonstrere sin vilje eller akseptere de rollene man blir tildelt i et ekteskap.

Måtte Allah rikelig velsigne Hazrat Aisha[ra] og hennes enorme innsats for spredningen av Islam. Måtte Allah gjøre alle kvinner i stand til å trå på hennes fotspor. *Amin*!

ET LITE REGNSTYKKE

Ifølge enkelte Ahadith fra Sahi Bukhari vet vi at Aisha[ra] erklærte seg for å være ni år gammel under vielsen. Vi kan ikke stole blindt på disse ettersom deres autentisitet svekkes ved at de strider med andre historiske hendelser. Man kan enkelt regne seg frem til hennes alder ved å ta hensyn til hennes fødselsdato og datoen for vielsen.

“Hazrat Aisha[ra] ble født i begynnelsen av det fjerde året etter Nabuwat.” Ibni Sa’d

De ulike datoene for vielsen strider likevel med hverandre, ettersom den ene fastsetter den for å være Shawal den 1. Hijra mens den andre mener det er den 2. Hijra. Den første teorien stammer fra en Hadith berettet av Ibni Sa’d som har ledet den videre fra andre berettere, som f.eks. Waqidi som ble ansett for å være en løgner. Og ut ifra hva andre lærde har berettet anser man den 2. Hijra for å være det mest akseptable året for vielsen.

Nå som hennes fødselsdato og dato for vielsen har blitt bestemt er det ingen komplisert sak å regne seg fram til hennes alder. Vi vet at hun ble født den fjerde Nabwi, mens den hellige Profeten[saw] migrerte til Medina den 14. Nabwi. Altså var Hazrat Aisha[ra] litt over ti år gammel under emigrasjonen til Medina. Rukhstana fant sted cirka to år etter migrasjonen – ergo var hun tolv år gammel under vielsen.

Shazia Sabahat

HAZRAT AISHA[RA]

Hazrat Aisha[ra] var en ekstraordinær kvinne. Hun var datter av Hazrat Abu Bakr Sadeeq[ra] – den andre kalifen – og den tredje hustruen til den hellige Profeten Muhammad[saw]. Hennes personlighet var fylt med gode egenskaper og prestasjoner. På grunn av disse kvalitetene kan hun regnes om et stort forbilde for unge Ahmad muslimske jenter. Hazrat Aisha[ra] var en sterk kvinne, som sto ved siden av Profeten Muhammad[saw] gjennom alle vanskelige perioder. Hun gjorde mye for Islam, og selv etter Profetens[saw] død, viet hun livet sitt til å spre Islams vakre lære. Hazrat Aisha[ra] er derfor kjent under tittelen «Um-ul-Mu'mineen» - de troendes Mor – og gir henne en spesiell stilling i Islams historie.

Hazrat Aisha[ra] var velsignet med intelligens og en utmerket hukommelse. Hun hadde dermed evnen til å memorere Profetens[saw] *Hadither* i detaljer. Opptil 2000 av *hadithene* er berettet av Hazrat Aisha[ra]. Gjennom disse *Hadithene* får vi kjennskap til hvordan Profeten[saw] praktiserte Islam. Vi får kunnskap om hams vakre natur og gode gjerninger, deriblant hvordan han leste bønn og hvordan han fastet. Hazrat Aisha[ra] har dermed dannet et vakkert bildet som viser oss den underskjønne personligheten hans.
Hazrat Aisha[ra] holdt muslimene samlet etter Profetens[saw] bortgang og fortsatte med å videreføre Islams budskap under alle omstendigheter. Hun engasjerte seg i samfunnet og utdannet mennesker, noe som gjorde at mange store ledere kom til henne og spurte om veiledning. Hazrat Aisha[ra] deltok selv i kriger og ledet en hær av både menn og kvinner. Hun levde et langt liv etter Profetens[saw] bortgang og dette var også en av årsakene til at Allah valgte henne som ektefellen til Profeten Muhammad[saw].

> *Hazrat* ***Aisha[ra]*** *er kjent under tittelen* ***«Um-ul-Mu'mineen»*** *- de troendes* ***Mor.***

Gjennom en drøm viste Allah Profeten Muhammad[saw] at Aisha[ra+] skulle være hams komne både i dette livet og i det forestående. Dette hellige ekteskapet betydde mye for Profeten[saw] ettersom det spredte mange velsignelser og fordi Allah selv hadde vært en aktiv veileder i ekteskapets henseende. Denne drømmen hadde mye visdom i seg, og denne visdommen utfoldet seg gjennom de årene Hazrat Aisha[ra] levde, både før og etter Profeten Muhammads[saw] bortgang.
Mange har feilaktig anklaget at Hazrat Aishara var et lite barn da hun giftet seg med Profeten[saw]. Nikah-seremonien mellom Profeten[saw] og Aisha[ra] holdt sted tre år før emigrasjonen fra Mekka til Medina, da Hazrat Aisha[ra] var omtrent femten år gammel. Noen historikere har tatt feil angående hennes alder når hun giftet seg. Grundig forskning har likevel fastslått at på tidspunktet for Nikah i Mekka, var Hazrat Aishara mellom ti og elleve år, og at selve bryllupet fant sted i Medina rundt fire til fem år senere. Da er det ingen tvil om at

lidenskap for menneskeheten via sine nattlige bønner til Gud, hvor han ber for at Den Guddommelige Enhet skal bli etablert på jorden og for at verden skal bli reddet fra ødeleggelse.

Veldedighetsarbeidet vi utfører og den forkynnelsen vi gjør av kjærlighetens og medmenneskelighetens budskap er for å tjene Guds velbehag og for å etablere Hans Enhet i verden. Vi har ikke ond vilje ovenfor noen i verden. Vi hater kun det onde og det onde bør fordømmes av alle. Vi er til og med sympatiske ovenfor dem som er involvert i onde handlinger, men i den sammenhengen er vår sympati basert på det faktum at vi vil få de menneskene ut av det skitne de lever med, slik at vi kan hjelpe dem med å redde seg selv fra den Guddommelige straffen. Derfor skal vi ikke reise mottoer som *Kjærlighet til alle, ikke hat mot noen* for å innynde oss med verden, men for å videreføre islams sanne formål, nemlig å etablere fred og harmoni i verden.

Vi er heldige som har mottatt en lære av den utlovede Messias[as] som går ut på å elske Gud og det Han har skapt. Vi burde derfor alltid huske at når vi tjener menneskeheten så burde vårt fremste mål være å oppnå den Allmektiges velbehag og et genuint forhold til Ham. For å oppnå dette må vi beskytte vår Bønner og tilbe Gud oppriktig. I vår tidsalderen har Gud skjenket den sanne viten om Hans eksistens til den utlovede Messias[as] fordi den utlovede Messias[as] lot seg synke hen i kjærligheten til den hellige Profeten[saw].

SHISHA OG HELSERISIKO

Vannpipe er et instrument for røyking, og er særlig utbredt i den arabiske verden. I Egypt blir den kalt for «Shisha», og er meget populær blant folk som gjerne nyter en blås på en uterestaurant eller kafé.

All røyking er helseskadelig, og røyking med vannpipe er intet unntak. Det har vært forsket relativt lite på helseeffektene av vannpiperøyking, men en WHO-rapport konkluderer at vannpiperøyking gir økt risiko for hjerte-kar sykdom, kreft og andre tobakksrelaterte sykdommer.

Vannpipetobakk inneholder nikotin og tjære og bruken av kull tilfører et skadeelement som også er omstridt. Å røyke vannpipe med frukttobakk kan være avhengighetsskapende. (Wikipedia.no)

motta en regelmessig påminnelse om etisk reformasjon og hvilke forventinger samtidens kalif har av dere. Deretter burde dere prøve å sette disse veiledningene i live ved å praktisere dem.

STORBRITANNIA, 1. JANUAR 2014: Det burde bekymre oss at våre jenter ferder blant venninner som har dårlig innflytelse på dem. Flere og flere av våre gutter og jenter har begynt å misbruke Shisha – den såkalte vannpipen. Mange hevder at pipen ikke er helsefarlig og at mange røyker den i offentlige steder og hoteller i muslimske land. Likevel kan man ikke ignorere at det finnes enkelte stoffer i vannpipen som har en berusende effekt som fører til at man lett kan bli avhengig av stoffene. Jeg har hørt at flere ungdommer har prøvd å berolige foreldrene sine om at vannpipen ikke er helseskadelig og at det ikke finnes noen form for avhengighetsskapende stoffer i den.

Uansett, mener jeg at det er galt å røyke Shisha og at det er verre enn røyking, fordi når man røykere kan folk rundt oss merke det med en gang på grunn av lukten og kan på den måten hjelpe vedkommende fordi man er klar over de helsefarlige stoffene som finnes i røyk. Vannpipe, derimot kan virke uskyldig og man kan være ubevisst om de farlige stoffene som har blitt blandet inn. Det er derfor viktig at dere viderefører dette for informere andre om den økende trenden blant ungdommen, slik at vi kan få bukt med dette problemet.

TYSKLAND, 2014: Hvis våre menn har noen svakheter kan vi ikke la det gå på bekostning av oss selv og våre barn. I slike tilfeller må kvinnene ta over styringen og hindre sine hjem i å kollapse sammen. Den hellige Profeten^{saw} sa at kvinnen er hjemmets forvalter, hun har ansvaret for barnas oppdragelse og hun vil bli spurt om disse forpliktelsene.

Unge jenter som har nådd den modne alder burde tenke over sine situasjoner og det ansvaret som vil bli gitt dem når de selv engang vil få egne barn. Samtidig som de ber om å få en hengiven og from ektemann, burde de også be om at de skal bli i stand til å forstå dette store ansvaret og de forpliktelsene som følger med. Gifte kvinner, unge jenter og mødre burde fundere over dette ansvaret med dette samfunnets obskønitet i tankene. Dette samfunnet skjenker frihet i form av nakenhet, kunnskap blottet for gudstro og handlinger som leder bort fra moralske selvfølgeligheter. Sammen kan dette lede dere og deres barn vekk fra den sanne vei.

STORBRITANNIA, 9. MAI 2014: *Kjærlighet til alle, ikke hat mot noen* er et motto som vi bruker for å vise at medlemmer av Ahmadiyya menigheten ikke bærer nag ovenfor andre, ei ønsker de andre vondt, og for å vise at islam lærer oss å elske andre og behandle dem med respekt og tjene dem. Mottoet innebærer også at vi ønsker å leve sammen ved å bryte ned de hatefulle veggene. Sannelig; det at vi tjener menneskeheten eller forkynner islams budskap til verden gjør vi fordi vi elsker våre medmennesker og vil fjerne spirene som er fylt med hat fra hjertene til folk og vi vil heller så frø av kjærlighet og harmoni.

Denne opplæringen har vi fått av vår høvding og mester, den hellige Profeten^{saw}. Vi følger den hellige Profeten^{saw} fordi vi fant ham mens han pinte seg gjennom sin

dekke til sine hoder, sine ansikter og sitt bryst. Hvis man da avviser dette påbudet vil man avvise den hellige Koranen som en veiledende bok. En kvinne nærer en form for mindreverdighetskompleks hvis hun tror at hun ikke vil klare å integrere i samfunnet ved å dekke seg til. Dessuten vil en del kvinner frykte andre menneskers respons og hån. Hvis en kvinne ønsker å bli en sann Ahmadi muslim må hun rense sitt sinn for dette mindreverdighetskomplekset som setter henne til skue for hele omverdenen og nekter henne å handle gudfryktig. Hennes klede vil i sannheten være en form for hennes gudfryktighet som vil føre henne nærmere Gud og samtidig ivareta hennes bluferdighet.

AUSTRALIA, 31. OKTOBER 2013: Mangelen på gudfryktighet i samfunnet har reist mange problemer. Selv unge gutter må unngå å bli påvirket av den dårlige innflytelsen som har blitt en alminnelighet. Når de ønsker å gifte seg med en from jente må de være klar over sitt eget dydighetsnivå, for de kan ikke forvente at de vil kunne gifte seg med en from jente når de selv bader i skyld, og derfor må de tilegne seg gudfryktighet. Når jentene på samme måte vitner at alle frieriene de mottar har fromhet som deres fundamentale prioritet, vil de flytte fokuset fra mote til dydighet. Det er likevel greit å forholde seg til mote med på et måteholdent vis, for kvinner skal kle seg i vakre klær og pynte seg for passende anledninger. Men hvis man tillater seg å trå utenfor grensene for måtehold, vil man bli ledet vekk fra gudfryktighet. Disse forholdsreglene er derfor rettet mot begge kjønnene, og deres foreldre har som plikt å undersøke om deres barn holder seg til gunstige miljøer som kan lede dem til å bli gudfryktige mennesker. Det holder ikke å gjenta løftet om å prioritere religionen fremfor verden ved ulike møter og sammenkomster – vi må praktiserer disse løftene i vår hverdag.

> *Dette samfunnet skjenker **frihet** i form av **nakenhet**, **kunnskap** blottet for **gudstro** og **handlinger** som leder vekk fra **moralske** selvfølgeligheter.*

NEW ZEALAND, 4. DESEMBER 2013: Det er viktig at man regelmessig resiterer fra den hellige Koranen og funderer over dens lære. Enhver Ahmadi muslim kvinne og jente burde være i stand til å uttale arabisk med korrekt uttalelse, og prøve å forstå konteksten og de tolkningen av dens innhold, for at de lettere skal kunne følge den hellige Koranens påbud.

Det er en feiltakelse at kvinners eneste plikt er å vaske hjemmet, stryke klær og lage mat. Deres plikter oppfylles heller ikke av de går ut i arbeidslivet. Fordi de er Ahmadi kvinner har de en ekstra bør av ansvar som hviler på deres skuldre, og derfor burde de tilegne seg mest mulig av den religiøse kunnskapen som er tilgjengelig for dem, deretter praktisere den, lære den videre til sine barn og presentere et sant og ubesudlet bilde av islam for omverdenen.

NEW ZEALAND, 19. JANUAR 2014: MTA og diverse nettsider er velsignede gaver fra Gud som vi kan benytte oss av når vi måtte ønske oss. Derfor burde dere lytte til de ulike programmene mine slik at dere kan

TYSKLAND, 13. APRIL 2012:

Kvinner har fått et påbud om å oppdra til sine barn og vokte over deres ve og vel. Det vil derfor være uansvarlig å forlate dem til seg selv for å sosialisere seg etter at ektemannen er ute av huset, eller ignorere den plikten som kommer med barneoppdragelse. Hvis kvinner snur ryggen til dette ansvaret vil de aldri kunne oppnå stadiet til de sannferdige og de avholdne kvinner, for de vil etterlate seg generasjoner uten den fundamentale oppdragelsen som Gud ga dem et ansvar for. Den hellige Profeten[saw] sa at kvinner er husets forvalter.

TYSKLAND, 26. OKTOBER 2012:

Sann tilfredstillelse kan kun oppnås ved å etablere et forhold til Gud. Når Allah blir hensikten og målet i et menneskets liv, vil vedkommende oppleve at selv verdslige ønsker går i oppfyllelse. Det er likevel verdt å merke seg at et slik menneske vil ha ulike prioriteringer enn alle andre, for han vil prioritere Guds ønsker fremfor sitt eget Jeg.

> *Beretningen om at «**paradiset** ligger under din **mors** føtter» er ingen **garanti**, men heller et **mål**.*

Kvinner som har etablert et slikt forhold til Gud vil ikke lenger bruke sin penger på å kjøpe seg smykker og diverse artikler for å tilfredsstille dagens motebilde, for de vil heller bruke enhver krone for å spre islam og dets underskjønne budskap. Hvis man sammenligner disse to typene for kvinner vil men observere store ulikheter – hun som forbruker for religionens spredning vil ha et mer tilfredsstilt sinn og fred i hjertet.

STORBRITANNIA, 30. JUNI 2012:

Etter verset: «*Det er ingen tvang i religionen*» sier Allah: «*For sannheten har sannelig blitt adskilt fra løgnen*». Forskjellen mellom sannhet og villfarelse har tydelig blitt klargjort. Ordet رشد- *rushd* – betyr den sanne vei, den sanne gjerning, de sanne veiledning, høy moral, intellektuell fremgang og optimalisering. اسلغی – aslaghi – betyr villfarelse, ødeleggelse og ulykke. Gud har sannelig klargjort at et godt menneske vil hige etter den sanne vei som vil lede til gode gjerninger elsket av Gud. Den som handler godt og har forståelse for dyd vil oppnå høy anerkjennelse i samfunnet slik at de også kan vitne sannheten i Guds ord.

NEDERLAND, 8. FEBRUAR 2013:

Når mødre lærer barna sine om de ulike retningslinjene som er nedskrevet i den hellige Koranen og *Ahadith,* må de være klar over at de må være et prakteksemplar som deres barn kan følge i det praktiske livet. Beretningen om at *paradiset ligger under din mors føtter* er ingen garanti, men heller et mål. De mødrene som blir nevnt i denne beretningene er ikke kvinner som er oppslukt i verdslige festligheter og som til enhver tid prøver å oppfylle sine verdslige ønsker. De heldige mødrene som viser sine barn den rette vei, er de som opprettholder den hellige Koranens påbud.

Den første konsekvensen av vestlig innflytelse kommer i form av at man velger å neglisjere *purdah* – tildedekking. Dette er et koransk påbud, og man kan derfor ikke handle likegyldig i denne henseende, fordi det har blitt tydeliggjort at kvinner skal

veier for ham slik at ham oppnår sine mål, og opphøye ham på Dommensdag blant Hans tjenere som mottar Hans velsignelser og barmhjertighet. Måtte Han være deres veileder til reisen kommer til sin ende. Å Allah! Å, Den Guddommelige og den som skjenker gaver, Evig Barmhjertige og En som løser alle problemer, skjenk oss med alle disse bønnene, gi oss seier over våre motstandere med vitenskapelige tegn, fordi du alene har all dyktigheten og makten. Amin!»

Måtte Allah velsigne oss alle til å delta på Jalsa Salana og forstå viktigheten med denne velsignende samlingen. *Amin.*

Hazrat Khalifatul Masih V[aba]

NOEN ORD TIL LADJNA

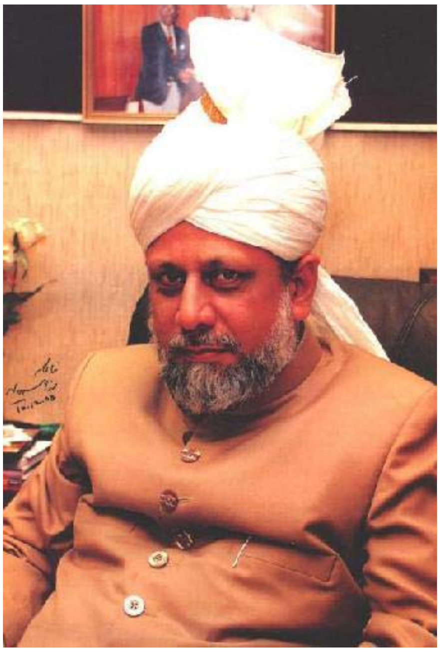

Den nåværende kalifen, Hazrat Mirza Masroor Ahmed, Khalifatul Masih V[aba]

INDIA, 2. MARS 2012:

Det er sikkert flere blant dere som ikke vet hva Ladjna Imaillah betyr og hvilke stor bragd det ligger i dette navnet. En Ladjna er Allahs hengivne tjenerinne som strever etter å tjene

> ***Kvinnen er hjemmets forvalter***
> *Den **hellige** Profeten[saw]*

religionen Hans i denne verden. Dere har sannelig akseptert dette såkalte tjenerembete ut ifra deres egne frie viljer, for dere har avgitt et løfte til samtidens Imâm om å vandre på den sanne vei ved å opprettholde Hams mange påbud. Dere har avgitt et løfte om å ofre alt med glede; deres eiendommer, deres formuer og attpåtil deres liv.

Programmet starter på en fredag med en formell flaggheisingsseremoni. Menighetens nasjonale Amir heiser flagget til landet mens Khalifatul Masih[aba] – hvis han er tilstede under seremonien – heiser flagget til Islam Ahmadiyyat. Etter seremonien vil medlemmer av Khuddam-ul-Ahmadiyya «vokte» over de to heisede flaggstengene for å symbolisere ære og forsvar av nasjonen og tro. Denne symbolske handlingen vedvarer til Jalsa ender. Seremonien blir etterfulgt av fredagstale av Khalifatul Masih[aba]. Programmet fortsetter til søndag kveld med flere åndelige og moralske foredrag holdt av Khalifatul Masih, den nasjonale Amir, imamer og andre islamske lærde. Ofte blir respekterte ikke-Ahmadi gjester invitert til å holde et kort foredrag. Hvis Khalifatul Masih[aba] er tilstede blir flere av talene vist direkte via MTA. På internasjonale Jalsa Salana kommer det folk fra hele verden. Flere nasjoner under samme tak fører til flere utfordringer. En utfordring som ofte oppleves som den vanskeligste er forståelse av taler som holdes på fremmede språk. Med Allahs velsignelser har denne utfordringen blitt løst på en fornuftig måte. Alle talene blir oversatt direkte, slik at alle gjestene kan få nytte av talene. Utenom dette er det flere andre fasiliteter tilgjengelig, slik som utstillinger, bibliotek, bokhandel, medisinsk rådgivning med henvisning til blant annet homeopati samt andre nyttige boder.

Grunnleggende for dette arrangementet er å be de fem daglige bønnene regelmessig. Som sagt blir det åndelige aspektet prioritert under hele samlingen. Derfor er det spesielt viktig å gjennomføre de fem daglige bønnene for å opprette et sterkere bånd med Allah. På de internasjonale Jalsa Salana blir det holdt en Bait-seremoni.

Som nevnt over ble den første Jalsa Salana holdt fra den 27. til den 29. desember i 1891 i Aqsa moskeen i Qadian. Kun 75 medlemmer deltok dette året, mens det neste året deltok 327 medlemmer. Den siste Jalsa Salana som ble ledet av den lovede Messias[as] var i 1907, hvor totusen medlemmer var tilstede. Under den britiske Jalsa Salana var det omtrent 22 000 medlemmer tilstede i juli 2000. Antallet medlemmer som deltar på Jalsa Salana fortsetter å vokse verden rundt. Jalsa Salana blir arrangert i en rekke andre land hvor menigheten er etablert, som for eksempel Pakistan, Ghana, Nigeria, Nederland, Canada, Fiji, Australia, Norge m.fl. Med Guds velsignelse har Jalsa Salana spredt seg over hele verden, og hvert år blir to internasjonale Jalsa Salana arrangert i Tyskland og Storbritannia. Ingen annen forsamling har vokst så raskt som denne forsamlingen.

Den utlovede Messias[as] ba følgende bønn for Jalsa Salana:

> *«Jeg konkluderer med en bønn for alle de reisende som deltar i denne forsamlingen med oppriktighet: Måtte Allah, den Opphøyde, være med ham, belønne ham i ypperlig mål, ha barmhjertighet med ham, gjøre det lettere for ham i omstendigheter av motgang og angst, og eliminere hans angst og sorg. Måtte Han skjenke ham frihet fra alle komplikasjoner og åpne*

> “*Måtte Han være deres veileder til reisen kommer til sin ende.*”

Aqsa Idris

JALSA SALANA

Vår kjære Profet Muhammed[saw] sa en gang at Allah har skapt engler som vandrer på jorden og leter etter mennesker som ihukommer Allah og Hans Sendebud[saw]. Så snart de finner slike mennesker eller forsamlinger der Allahs navn ihukommes tar de disse menneskene under sine fjær som strekker seg fra jorden til Himmelen; de fyller dem med velsignelser. Disse folkene, som arrangerer forsamlinger for å ihukomme Allah, vil sannelig være blant de ærverdige og opphøyde på Dommedagen.

Ahmadiyya menigheten er heldige fordi de arrangerer velsignende forsamlinger i form av Jalsa Salana. Det er den formelle og årlige forsamlingen av Ahmadiyya muslimer som ble innviet av Hazrat Mirza Ghulam Ahmad[as] i 1891. Tidligere det samme året kunngjorde han at han var den lovede Messias og Mahdi slik det ble forutsagt av den hellige Profeten[saw]. Hensikten med Jalsa Salana var tilbedelse, åndelig utvikling og sosial interaksjon. Den utlovede Messias[as] skriver følgende om formålet med Jalsa Salana:

> *«Det primære formålet med denne sammenkomsten er at enhver oppriktig person skal oppleve religiøse fordeler. Takket være Allahs velsignelser og bemyndigelse kan de forbedre sin kunnskap og utvikle en forståelse av Hans natur. Blant de sekundære fordelene vil dette meningsmøtet fremme gjensidig introduksjon blant alle brødre, som vil føre til sterkere broderlig bånd innad vår internasjonale menighet.»*

Videre forteller den utlovede Messias[as] oss at vi ikke skal anse denne sammenkomsten som en ordinær forsamling:

> *«Det er viktig for alle som har råd til å gjennomføre reisen, at de kommer og deltar i denne forsamlingen som omfatter mange velsignede mål. De bør se bort fra mindre ubehageligheter for Allah og Profetens skyld. Allah gir belønning til de oppriktige menneskene for hvert trinn de tar på veien, og ingen arbeid eller strev gjennomført på Hans vei vil noen gang gå til spille. Jeg understreker at du ikke må klassifisere denne forsamlingen i samme kategori som andre, vanlige, menneskelige arrangementer. Dette er et underverk som er basert på genuin guddommelig bistand for utbredelsen av islam.»*

Her kommer det tydelig frem at vi ikke skal sammenligne Jalsa Salana men en ordinær forsamling. Denne forsamlingen blir gjennomført av Allahs hjelp, og ingen andre forsamlinger kan måle seg med den.

> *Hensikten med Jalsa Salana var tilbedelse, åndelig utvikling og sosial interaksjon.*

JIHAD

«... dersom noen dreper et menneske, så skal det være som om han har drept hele menneskeheten» (5:33)

Jihad er et arabisk ord som stammer fra det arabiske ordet *Jahada* som betyr «å streve».

Vanligvis blir Jihad assosiert med hellig krig. Jihad kan deles inn i tre nivåer:
1. Hjertets Jihad: den indre kampen om å følge troen
2. Jihad med rikdommen: økonomisk bidrag for å bygge et muslimsk samfunn.
3. Jihad med pennen: kampen for å forsvare islam gjennom intellektet.

muslimer fornekter en aggressiv form for Jihad. For over hundre år siden lærte Hazrat Mirza Ghulam Ahmad[ra], grunnleggeren av Ahmadiyya Muslim Jama'at, tilhengerne sine en ikke-voldelig Jihad. Målet var å forsvare islam gjennom kunnskap; nemlig «Jihad med pennen» i en moderne tid der islam blir angrepet gjennom kritikk og argumentasjon. Svaret på hat bør gis med kjærlighet, noe som kommer av vårt motto; kjærlighet mot alle, ikke hat mot noen.

Den fjerde kalifen, Hazrat Mirza Tahir Ahmad[ra] skrev i sin bok, *Murder in the name of Allah*:

> *“... vold er det siste alternativet som kan brukes for å beskytte religionen og ens eget liv i ekstreme situasjoner.”*

For en Ahmadiyya muslim er Jihad først og fremst den personlige indre kampen. Kampen for å forsvare islam er det som har vært mest diskutert. Enkelte mener her at en snakker om en forsvarskrig og andre mener at krigføring er en individuell plikt på samme måte som bønn. Det er nevnt innledningsvis at Allah forbyr muslimene å drepe mennesker. Ahmadiyya muslimer mener at vold er det siste alternativet som kan brukes for å beskytte religionen og ens eget liv i ekstreme situasjoner. Ahmadiyya

«Islam avviser og fordømmer enhver form for terrorisme. Ingen voldshandling som er begått av enkeltpersoner, en gruppe eller en regjering kan rettferdiggjøres eller begrunnes med Islam. Jeg fordømmer på det sterkeste alle handlinger og former for terrorisme. Det er min dypt rotfestede tro at ikke bare islam, men ingen sann religion, uansett navn, kan godkjenne vold og blodsutgytelse av uskyldige menn, kvinner og barn i Guds navn

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SURA AL-HASHR, VERS 22-25

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ
خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٢﴾

22. Om Vi hadde sendt denne Qur'ânen ned på et fjell, ville u visselig ha dett det ydmyket og sønderrevet av frykt for Allah. Og disse er liknelser Vi fremstiller for menneskene, for at de må tenke seg om.

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٣﴾

23. Han er Allah, det er ikke noen Gud unntagen Ham (alene). Han kjenner et skjulte og det åpenbare, og Han er den Nåderike, den Barmhjertige.

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ
الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٤﴾

24. Han er Allah, det er ingen gud unntagen Ham (alene), Kongen, den Hellige, Den som skjener fred (og sunnhet), Den som gir sikkerhet, Beskytteren, den Allmektige, den Sterke, den Opphøyde. Hellig er Allah (og fri for enhver mangel, og høyt hevet) over det de setter ved siden (av) Ham.

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا
فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٥﴾ ع

25. Han er Allah, Skaperen, Den som påbegynner skapelsen, Den som gir (alle ting) form. Han tilkommer de skjønneste (og beste) navnene. (Alt) som er i hummelene og på jorden lovpriser Ham, og Han er den Allmektige, den Allvise.

I *Allahs* navn den Nåderike den, Barmhjertige

INNHOLDSFORTEGNELSE

JIHAD

SIDE 4

Hvilken retningslinjer finner vi i den hellige Koranen angående krigføring? Jihad er sannelig en streben etter den sanne tro.

JALSA SALANA

SIDE 5

I år har vi vært vitne til to storslåtte sammenkomster arrangert av den internasjonale Ahmadiyya Muslim menighet, men hvilken verdier sitter vi igjen med etter disse sammenkomstene?

NOEN ORD TIL LADJNA

SIDE 7

Hvilken plikter av vi som en medlemmer av Ladjna Imaillah? Huzoor[aba] fortsetter å minner oss på hva som forventes av Guds hengivne mennesker.

HAZRAT AISHA[RA]

SIDE 11

Alderen til en av den hellige Profetens[saw] hustru har svært ofte vært diskutert. Derfor er det viktig å ta i bruk historiske bevis som styrker sannheten

INTERVJU

SIDE 13

I denne utgaven har vi fått muligheten til å intervju en av Skandinavias misjonærer som kan dele flere tiår med erfaringer.

EID-UL-FITR OG EID-UL-ADHA

SIDE 18

Muslimene feirer to Eid-fester årlig. Enhver muslim gleder seg over disse høytidene, men det er likevel viktig ikke å glemme den primære og overlegne hensikten med Eid

CLASS MED HUZOOR[ABA]

SIDE 20

Spørsmål-og-svar-runde med Waqf-eNau der de stiller spørsmål om alt fra trivielle affærer til åndelig veiledning.

FEDME OG LIVSSTIL

SIDE 22

En faktabasert studium av sammenhengen mellom fedme og livsstil.

BARNAS SIDE

SIDE 24

I denne utgaven av Zainab følger spennende fakta og litt hjernetrim for de små.

SIDE 26 OPPSKRIFTER

NASJONAL AMIR: Zartasht Munir Ahmad Khan

LEDER LADJNA IMAILLAH: Syeda Bushra Khalid

Redaktør urdu del: Mansoora Naseer

Redaktør norsk del: Andleeb Anwar, Zainab-komite

KONTAKTINFORMASJON:

Adresse: Bait-un-Nasr moske,
Søren Bulls vei 1, 1051 Oslo

E-mail: zainab_ishaat@yahoo.com

Tlf.: 22325859

Fax: 22437817

BAI'AT

EN ED OM TROSSKAP

"Jeg gir deg ikke et løfte; jeg gir deg mitt hjerte"

I. Han/hun vil avholde seg fra alle former for *Shirk* – avgudsdyrkelse – helt til døden innhenter ham/henne.

II. Han/hun vil ikke tillate seg selv å gjøre seg skyldige i løgn, utukt, utroskap, øyets overtredelser, utskeielser, ødsling, ondskap, uærlighet, ugagn og opprør; og vil ikke la seg lede av sitt sanselige begjær uansett hvor sterk den måtte arte seg.

III. Han/hun vil regelmessig be de fem daglige bønnene ifølge påbudet til Allah og den hellige Profeten[saw]; og vil gjøre sitt beste for å be *Tahajjud* – ekstrabønnene som blir bedt før daggry – og resitere *Durûd* – sende velsignelser til hellige Profeten[saw]; han/hun vil utvikle en vane om å be daglig om tilgivelse for sine synder; ihukomme Guds attributter og lovprise Ham.

IV. Han/hun vil ikke under noen omstendigheter skade Allahs skapninger – muslimer i især – hverken med sin tunge, hender eller ved bruk andre midler.

V. Han/hun vil forbli lojal overfor Gud under alle situasjoner uavhengig av glede og sorg, motgang og velstand, tilfredstillelse og prøvelse, og godta Guds anordninger; og tåle alle former for uverdighet og lidelse for Hans skyld og aldri snu ryggen til Ham uansett angrep, for han/hun vil tvert imot vandre videre.

VI. Han/hun vil avholde seg fra å følge u-islamske skikker og uregjerlige tendenser, og gi seg hen til den hellige Koranens autoritet; og bruke Guds Ord og ordene til den hellige Profeten[saw] som den absolutte veiledning i sitt liv.

VII. Han/hun vil oppgi alle former for stolthet og forfengelighet, og vil derfor leve sitt liv i ydmykelse, munterhet, overbærenhet og saktmodighet.

VIII. Han/hun skal elske sin tro og islams hensikter mer enn sitt eget liv, sin rikdom, sin ære, sine barn og alt annet som vedkommende har kjært.

IX. Han/hun vil bruke all sin tid på å tjene Guds skapninger for Hams skyld; og streve til fordel for menneskehetens beste ut ifra sine gitte evner og krefter.

X. Han/hun vil knytte et bånd av brorskap til Guds ydmyke tjerner ved å avgi et løfte om lydighet til meg for Allahs skyld, og forbli trofast til døden innhenter ham/henne; og at han/hun vil gi seg hen til å opprettholde dette båndet av brorskap med en hengivenhet uten like.

Zainab

Ladjna Imaillah Norge

Årgang 4 juli, august, september 2014